بسم اللہ الرحمن الرحیم

میزان العقائد

مصنّفہ

قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین واقف اسرار ربّانی ماہر علوم معقول و منقول رکن الملّۃ والدّین

مولانا و مرشدنا حضرت شاہ سید ابو الحسن قربی القادری قدس سرہٗ

مترجمہ

محمد طیب الدّین اشرفی مونگیری

مدرس دار العلوم الطیبیہ مکان حضرت قطب ویلور قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میزان العقائد

مصنفہ

قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین واقف اسرار ربانی

ماہر علوم معقول و منقول

رکن الملۃ والدین مولانا و مرشدنا حضرت سید شاہ ابو الحسن قربی القادری قدس سرہ

مترجمہ

محمد طیب الدین اشرفی مونگیری

استاذ دار العلوم لطیفیہ حضرت مکان ویلور

شائع کردہ: "دار التصنیف والاشاعت" حضرت مکان ویلور

سرپرست

اعلیحضرت مولانا ابو النصر قطب الدین سید شاہ محمد باقر صاحب قادری مدظلہ

سجادہ نشین مکان حضرت قطب ویلور

نگران

مولانا ابو الحسن صدر الدین سید شاہ محمد طاہر صاحب قادری

ناظم دار العلوم لطیفیہ

ک

شائع کردہ:-

دار التصنیف والاشاعت

حضرت مکان - ویلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

دارُالاشاعت والتصنیف اور ایڈیٹوریل بورڈ سے شائع ہونے والی کتاب
مسئلۂ بیعت حاضر و غائب اور رسالۂ **اللطیف** پریس جانے کے
بعد مزید کسی اور کتاب کی اشاعت کا اس سال کوئی خاص خیال نہ تھا۔ لیکن ایک روز
حضرت مولانا **ابوالحسن صدرالدین سید شاہ محمد طاہر صاحب**
قادری ناظم دارالعلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور قدس سرہٗ
سے گفتگو کے دَوران حضرت موصوف نے فرمایا کہ میرا خیال ہے بیعت غائب و حاضر
اور رسالۂ اللطیف کے ساتھ اگر اس سال سیّدالعارفین

حضرت مولانا و مُرشدنا سید شاہ ابوالحسن قربی قادری علیہ رحمۃ اللہ

کا رسالہ **میزان العقائد** بھی مع ترجمہ زمانۂ حاضرہ کا لحاظ کرتے ہوئے شائع کر
دیا جائے تو زیادہ بہتر اور مناسب ہوگا۔ کیونکہ اس پُرفتن دَور میں جبکہ عوام صحیح عقائد
سے ناواقف ہیں، یہ رسالہ صحیح عقائد کی جانب بہترین رہنما اور نفع بخش ثابت ہوگا۔

یہ رسالہ کئی بار شائع ہوا اور لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ یہ نسخہ جو
اس وقت میرے سامنے ہے ۱۴؍رمضان المبارک ۱۲۵۴ھ میں مطبع دلاویز قادری

میں شائع ہوا جیساکہ رسالہ ہٰذا کے خاتمہ پہ مذکور ہے کہ "نظر بکمیابی و افزونی خواہش شائقین بتاریخ چہار دہم رمضان المبارک ۱۲۵۴ھ ہجر نبوی در مطبع ولاویۃ قادری مانند جان بقالب طبع درآید" اس کے باوجود رسالہ نایاب ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کی کمیابی اور خاص خوبیوں کے پیش نظر سہل الفہم ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

رسالۂ ہٰذا کے اندر حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے قرآن و احادیث و اقوال ائمہ و اولیاء کرام کی روشنی میں عقائد حقہ کو صراط مستقیم پر چلنے والے کے لئے نہایت ہی بہتر انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی کامل اور جامع ہے۔ خاص کر طالبین اللہ کیلئے بہترین مصباح راہ ہے۔

ناظرین کرام! دارین کی تمام کامیابیوں کا مدار اسی پر ہے کہ انسان اپنے معبود کو پہچانے اور اس بات کو اچھی طرح سمجھے کہ بندے کا تعلق معبود سے اور معبود کا تعلق بندے سے کس طرح کا ہے اور ایک انسان کا صحیح تصور اپنے خالق و مالک کے بارے میں کیا ہونا چاہئے' اس کو جاننا ہر فرد بشر پر فرض عین ہے۔ اس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں اس کے بغیر کوئی عمل کرنا محض اضاعت وقت و زندگی ہے۔ اس لئے کہ بنیاد کی کجی عمارت کے عدم تکمیل بلکہ عدم وجود کی دلیل ہے۔ اگر کج شدہ بنیاد پر عمارت کھڑی کرنے کی سعی لاحاصل بھی کی جائے تو یقیناً وہ عمارت قائم نہ رہ سکیگی اور ایک دن ضرور گر کر ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائیگی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بنا صحیح اور مستقیم ڈالی جائے تاکہ عمارت درست و مستحکم قائم ہو جائے اور محنت و وقت صرف کرنے والے کو اپنی جفاکشی کا صحیح نتیجہ و ثمرہ مل سکے اور اس کے آرام و خوشی کا سبب بن سکے۔ اگر کسی کا بنیادی عقیدہ توحید صحیح نہیں ہے تو یقیناً اس کا صائم الدہر اور قائم اللیل رہنا اور اپنی دولت کو لٹانا غرضیکہ ہر عمل بیکار ثابت ہوگا۔ اور دارین کی زندگی میں بربادی کے

کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لہٰذا اعمالِ حسنہ کی خوشنما عمارت تیار کرنے کے لئے پہلے یہ لازم ہے کہ عقیدہ توحید کی صحیح و مستحکم بنا ڈالیں جو دارین کی جملہ فیروزمندیوں کا ضامن ہے۔

یہ رسالہ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اسی مسئلۂ توحید کو اچھی طرح واضح کر رہا ہے اور توحید کا صحیح و کامیاب تصوّر کیا ہے پیش کر رہا ہے۔ یہ رسالہ گویا صحیح و غلط عقیدہ کے لئے ایک ترازو ہے جس میں حق اور باطل کو اچھی طرح تولا اور پرکھا جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت مصنّف خود اس کے متعلق فرما رہے ہیں کہ "چوں ایں میزان بدست تست ہر عقیدہ و ہر سخن کہ بشنوی بہوش تمام دراں بسنج چوں کامل الوزن بر آید آں عقیدہ و آں سخن اختیار کن، اگر بے وزن بر آید ازاں تجنّب کن"۔

مصنّف کتاب حضرت مولانا رکن الدین شاہ ابو الحسن قربی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ غوثیت سے نوازا تھا۔ اپنی پوری زندگی آپ نے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھالا تھا۔ جس طرح آپ نے اپنے آپ کو سنّت نبوی علیہ السلام میں فنا کر دیا تھا اسی طرح آپ کی یہ بھی تمنّا رہتی تھی کہ ہر مسلمان اپنی زندگی کا لائحہ عمل اسی کو بنائے جو کوئی آپ کے پاس آتا ہمیشہ اس کو شریعت مطہرہ پہ کاربند رہنے کی تلقین فرماتے خصوصًا مریدین و متعلقین پہ بہت زیادہ سختی کرتے۔ اگر کسی سے کوئی امر خلاف شرع سرزد ہوتے دیکھتے یا خلاف شرع حال میں دیکھتے آپ اس پہ بہت زیادہ برہم ہوتے اور شریعت پہ عمل پیرا ہونے کا حکم دیتے۔ اگر افہام و تفہیم کے بعد بھی کوئی اپنی حرکت سے باز نہ آتا تو پھر ہرگز اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا گوارا نہ کرتے۔ مریدین و متعلقین کو ہمیشہ شدید تاکید کرتے رہتے کہ ملحدین و اہل تشیع یا اہل بدعات کی صحبت میں ہرگز نہ جائے۔ کسی حال میں بھی آپ کو یہ گوارا نہ ہوتا کہ کوئی سنی صحیح العقیدہ ان گمراہوں سے کسی قسم کا تعلق پیدا

کرے۔ چنانچہ اس رسالہ میں ایک جگہ پر فرماتے ہیں کہ "در صحبت اژدہا و نہنگ و شیر مردم در بودن از صحبت آنہا بہتر است زیرا کہ در صحبت اژدہا و نہنگ و شیر زخم بر تن تست و آں سہل ہست و در صحبت ایں مردوداں زیان دین و ایمان تست و آں مشکل است"

آپ کے صاحبزادے مولانا محی الدین سید شاہ عبداللطیف ذوقی قادری رحمۃ اللہ علیہ لطائف لطیفی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت سید شاہ ابوالحسن قربی قادری رحمۃ اللہ علیہ چند نمایاں اوصاف کے مالک تھے۔

اوّل یہ کہ آپ ظاہر و باطن کے جامع تھے اور اسی لئے اہل ظاہر نے آپ کے ظاہر و باطن سے استفادہ کیا۔

دوّم یہ کہ آپ احکام شرعیہ کے نفاذ میں اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کرتے۔

سوم یہ کہ جو بات آپ کے سننے میں آتی اس کو شریعت پر پیش کرتے۔ اگر شریعت اس کو قبول کرتی (موافق ہوتی) تو اس کو قبول کرتے اور کلام کرتے ورنہ اس سے اعراض فرما لیتے۔

چہارم یہ کہ کوئی امر امور شرعیہ میں سے آپ سے کبھی فوت نہیں ہوا۔ پنجم یہ کہ شیعہ سے کلی طور پر احتراز کرتے اور اپنے متبعین کو بھی ان کی صحبت سے بچنے کا حکم فرماتے۔ ششم یہ کہ ملحدین کے گروہ سے بہت زیادہ نفرت کرتے اور اپنے خدام وغیرہ کو ان کی قربت اور ان کی باطل گوئی سننے سے دور رہنے کا حکم فرماتے۔ ہفتم یہ کہ آپ جب مسائل معرفت کی تقریر کرتے تو نہایت سنجیدگی اور احتیاط سے سلجھے ہوئے انداز میں کرتے تاکہ شریعت کے اندر اس سے خلل نہ آئے۔ ہشتم یہ کہ نامحرموں کے سامنے کشف الٰہی کی قطعی گفتگو نہ کرتے اور فرماتے اس حقیقت کا ان کے سامنے بیان کرنا ان کی گمراہی کا سبب ہے۔ نہم یہ کہ لوگوں کی عقل کے موافق گفتگو کرتے اور ہر شخص کے ساتھ اسرار الٰہی میں سے اس کے حوصلہ کے موافق بیان فرماتے۔ دہم یہ کہ آپ کسی کو مافوق الاطاقہ

تعلیم نہ فرماتے کیونکہ اسرار کا بیان طالب کے حوصلہ سے زیادہ طالب کو اضطراب میں ڈال دیتا ہے اور وہ راہ شریعت کی سلامتی سے دور پڑ جاتا ہے۔

یازدہم یہ کہ اپنے پیر و مرشد کے اقوال کو صحیح ثابت کرنے میں مناسب حال سے کوشش کرتے اور ان کی عزت کے دامن کو طاعنین کے غبار طعن سے دور رکھنے کی سعی کرتے اور مرشد کی تعظیم و پاس حرمت ایمان کی تقویت کا سبب جانتے۔"

یہ رسالہ جو اب آپ کے ہاتھوں میں ہے اسی وقت معرض تحریر میں آیا جب کہ ہر طرف الحاد اور اہل تشیع کا زور تھا اور لوگ صحیح عقائد سے واقف نہ ہونے کی بنا پر گمراہ ہوتے جا رہے تھے جیسا کہ رسالہ کی ان جگہوں کی عبارتوں کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گا۔ جہاں مصنف ؒ نے ملحدین کا رد فرما کر اس کے مقابل میں عقائد حقہ کو پیش فرمایا ہے۔ رسالۂ ہٰذا کی بعض باتیں بعض دماغ کے لئے تلخ ضرور نظر آئیں گی، لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس کو تلخ تصور کرنے کے بجائے اس حقیقت پر غور کیا جائے کہ صاحب رسالہ حق بول رہے ہیں یا نہیں۔ ان کی کوئی بھی بولی کتاب و سنت و اقوال ائمہ و اولیاء سے موافق ہے یا نہیں۔ اگر عناد کی عینک اتار کر مذکورہ باتوں کے تحت مطالعہ کیا جائے گا تو یقیناً حق نظر آئے گا اور صراط مستقیم ملے گا۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور حضرت مصنف ؒ علیہ الرحمہ کے وسیلے سے اس سیاہ کار کی مغفرت فرمائے۔ اور عوام کے لئے یہ رسالہ زیادہ سے زیادہ نفع بخش ثابت ہو۔ (آمین)

خادم العلماء

محمد طیب الدین اشرفی مونگیری

استاذ دار العلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور

قدس سرہٗ شمالی آرکاٹ مدراس

رب یسر — بسم اللہ الرحمن الرحیم — وتمم بالخیر

حمدی صافی از کدورات نفسانی
مر واحدے راست کہ شاہد وحدت
خود را در قناع[1] غیرت چناں محتجب[2]
گرداند کہ ہر دیدۂ بنجاست الحاد[3] و
انکار[4] آلودہ باوجود آنکہ در نظر است
نمی تواند دید ؎
ہر دیدن دوں کہ آں جنب نجاست
در دیدن او تواں ندارد

ایسا حمد جو کدوراتِ نفسانی سے پاک ہے خاص کر
اسی واحد کیلئے ہے جس نے اپنی یکتائی کے
شاہد کو غیرت کے پردے میں اس طرح
چھپایا کہ ہر وہ آنکھ جو الحاد و انکار کی نجاست
میں آلودہ ہے باوجودیکہ اس کی
نظر میں ہے نہیں دیکھ سکتی۔
؎
ہر کمینہ آنکھ جو پلیدی خواہ ہے
اس کے دیکھنے کی سکت نہیں رکھتی

---

[1] قناع کے معنی پردہ چھپانا جو مقنع کے روبرو ہوتا ہے اور بعض اس کے مقنعہ کے معنی لیتے ہیں ۱۲
[2] محتجب کے معنی پردہ میں ہونے والا، چھپنے والا ۱۲ [3] الحاد کے معنی مائل کرنا، جھگڑا کرنا، دین سے پھرنا اور حرم میں جنگ کرنا اور ظلم کرنا ۱۲ [4] انکار کے معنی یقین نہیں رکھنا، نہیں پہچاننا، ناشائستہ و ناپسندیدہ رکھنا ۱۲

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

وصلوٰتے مصفّا از شوائب[1]

ظلمانی مر سلطانی راست، کہ

تابعانِ خود را از مشاهدِ شاہدِ مذکور

محظوظ کرد، وکسانی را کہ از تبعیتِ

او قولاً وعملاً واعتقاداً بے بہرہ اند

مردود ساخت ؎

ہر کس کہ مخالف رہِ اوست

از وصل خدا نشان دارد

اِنَّكَ لَتَهْدِیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

امابعد فقیر حقیر ابو الحسن احسن اللہ

حالہ و مآلہ میگوید کہ ایں رسالہ مسمّیٰ

بمیزان العقائد ہدیۂ طالبین اللہ

اس کو سوائے پاکوں کے کوئی نہیں چھوتے ہیں۔ (چھوتا ہے)

اور ایسا درود جو ظلمت کی ملاوٹ سے

پاکیزہ تر ہے اسی شہنشاہ کو لائق ہے جس

نے اپنے اتباع کرنے والوں کو شاہد مذکور

(اللہ تعالیٰ) کے مشاہدہ سے محظوظ فرمایا۔

اور جو لوگ آپ کی اتباع سے قولاً وعملاً

اور اعتقاداً بے بہرہ ہیں ان کو

مردود کیا۔

؎

جو شخص آپ کے راستے کا مخالف ہے، وہ

اللہ تعالیٰ کے وصال کا پتہ نہیں پا سکتا

ہے۔

بیشک آپ صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتے ہیں۔

فقیر حقیر ابو الحسن اللہ تعالےٰ

اس کا حال اور انجام بہتر فرمائے کہتا

ہے کہ یہ رسالہ جس کا نام

میزان العقائد ہے طالبانِ خدا کی خدمت

[1] شوائب کے معنی ملاوٹ ۔ ۱۲

کردہ می شود تا تمیز عقائدِ صحیحہ
از سقیمہ نمودہ و شناختِ
مرشدِ کامل از ملحدِ[1] جاہل کردہ بعضے
ضروریات کہ دانستن آں اہم
مہمات ہست دانستہ بعمل آوردہ
فقیر را بدعائے خیر یاد آرند و آں اینست،

فصل بداں اے عزیز رزقنا
اللہ وایاك اعتقاداً صحیحًا
کہ اعتقاد ظاہر طالبِ حق بدیں
نوع می باید کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ موجود
است بصفات وحدت[2] و متصف
است بصفات کمال و منزہ است
از سمات[3] نقصان و زوال و بذات و

ہیں ھدیہ کیا جاتا ہے: تاکہ خراب
عقیدوں سے اچھے اور صحیح عقائد
کی تمیز کریں اور ملحد جاہل پیر سے
کامل مرشد کو پہچانیں اور بعض
وہ ضروری باتیں جن کا جاننا اہم
مہمات سے ہے جانیں، اور
عمل کریں اور فقیر کو دعائے خیر میں
یاد کریں، اور وہ یہ ہے :-

فصل جان لے اے عزیز اللہ تعالیٰ
ہمیں اور تمہیں صحیح اعتقاد عطا کرے
کہ اعتقاد ظاہر طالب حق کو اس طرح
کا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ وحدت
کی صفت کے ساتھ موجود ہے، اور
صفات کمال سے متصف ہے، اور
نقصان اور زوال کی صورت وہیئت
سے منزہ ہے اور اپنی ذات و صفات
اور افعال کی رُو سے واجب، قدیم
باقی، غنی، اور کامل ہے، وہ کسی

[1] ملحد کے معنی راہ حق سے پھرنے والا بے دین ۱۲ [2] وحدت کے معنی ہیں بے مثل ہونا اکیلا ہونا ۱۲
[3] سمات کے معنی سیدھا راستہ، اچھا طریقہ، ارادہ صورت وہیئت ۱۲

صفات و افعال خود واجب و قدیم و باقی
و غنی و کامل است با کسی متحد نمی شود، و نہ
کسی با او، و در چیزی حلول[1] نمی کند نہ چیزی
در وی۔ و با کسی مشابہت ندارد و نہ کسی با او
و از جسم[2] و لوازم آں منزہ است و از جہات[3]
ستہ پاک، با وجود آں مومناں را در بہشت
مرئی خواہد شود و مومناں او را در آں جہاں
بچشم سر خواہند دید، و عالم بذات و صفات
خود مخلوق و حادث است و وہم[4] و خیال
نیست حقیقتی دارد و بذات و صفات خود
ناقص و محتاج و فانی است و غیر اوست
و ہیچ وقتی از اوقات نہ او خدا می شود نہ خدا
او

کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا اور
نہ اس کے ساتھ کوئی۔ اور نہ وہ
کسی چیز میں حلول کرتا ہے اور نہ
کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے،
اور نہ وہ کسی کے ساتھ مشابہت
رکھتا ہے اور نہ کوئی اس کے ساتھ۔
اور جسم اور اس کے لوازم سے وہ منزہ
ہے اور جہاتِ ستہ سے پاک ہے۔
اس کے باوجود مومنین کو بہشت میں
دکھائی دیگا اور مومنین اسکو اس عالم
میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے۔
عالم اپنی ذات و صفات کے ساتھ
مخلوق اور حادث ہے اور عالم وہم
و خیال نہیں ہے۔ وہ ایک حقیقت
رکھتا ہے اور وہ اپنی ذات و صفات
سے ناقص، محتاج اور فانی ہے،
اور یہ اسکا (اللہ کا) غیر ہے اور اوقات
میں سے کسی وقت میں بھی وہ خدا

[1] حلول کے معنی ہیں اندر آنا کسی چیز کے وعدے کو پہنچنا [2] جسم کے معنی ہیں وہ مقدار جس میں لمبائی چوڑائی گہرائی ہو ۱۲
[3] جہات ستہ کے معنی آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر نیچے ۱۲ [4] وہم کے معنی ہیں، دل کو کسی شئی کی جانب
بغیر ارادہ اور گمان کے لے جانا ۱۲

ہمہ اِیں صفاتِ او" اے عزیز اِیں عقیدۂ سنیہ گروہِ سنیہ کہ اہلِ سنّت وجماعت اند نصرھم اللہ تعالیٰ ہر کہ اِیں اعتقاد دارد او را از اعتقاداتِ باطلہ جمیع گمرہان خلاصی حاصل ہست چنانکہ از قول آنکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ موجود ہست، خلاصی از اعتقادِ فاسد دہریہ کہ آں انکارِ وجودِ حق ہست حاصل شد واز قول آنکہ بصفتِ وحدت خلاصی از مشرکین ومجوسیہ[1] وثنویہ کہ قایل اند کہ بتعدد آلہیہ حاصل شد واز قول آنکہ متصف ہست بصفاتِ کمال ومنزہ از سماتِ نقصان وزوال خلاصی از اعتقاد فاسد معتزلہ[2] وشیعہ کہ آن انکارِ صفاتِ الٰہی ہست حاصل شد بقول آنکہ بذات وافعالِ خود واجب وقدیم وباقی وغنی وکامل ہست وباکسی متحد نمی شود نہ کسی با او

خدا و متصف بصفات خدا (شود) ۱۲

نہیں ہو سکتا ہے اور خدا عالم ہو سکتا ہے اور وہ خدا کی کسی صفت سے متصف ہو سکتا ہے اور خدا اس کی صفت سے متصف ہو سکتا۔

اے عزیز یہ روشن عقیدہ سنی گروہ کا ہے جو اہلسنت وجماعت ہیں اللہ تعالےٰ ان کی مدد فرمائے۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے اسکو تمام گمراہوں کے باطل اعتقادات سے چھٹکارا حاصل ہوا اسطرح کہنے سے حق سبحانہ تعالیٰ موجود ہے دہریہ کے فاسد عقائد سے جو اللہ کے وجود کے منکر ہیں چھٹکارا حاصل ہوا اور اسطرح کہنے سے کہ وہ وحدت کی صفت سے موجود ہے مشرکین آتش پرست اور ثنویہ جو تعدد آلٰہ (چند معبود) کے قائل ہیں چھٹکارا حاصل ہوا، اور اس قول سے کہ وہ متصف ہے صفاتِ کمال سے اور نقصان وزوال کی صورت وہیئت سے منزہ ہے معتزلہ اور

[1] مجوسیہ ایک آتش پرست قوم ہے جو زردشت کی ماننے والی ہے اور آفتاب وماہتاب کے پجاری کو کہتے ہیں ۱۲

[2] معتزلہ وہ ایک فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ نیکی اللہ کی جانب سے ہے اور برائی کا خالق نفس ہے اور کبیرہ گناہ کرنے والے اس کے نزدیک نہ مؤمن ہیں نہ کافر

خلاصی از اعتقاد فاسد ملاحدہ کہ آں اتحاد
رب با عبد و عبد با رب است حاصل شد
وآں باطل است زیرا کہ اگر عبد با رب و رب
با عبد متحد شود لوازم رب از وجوب و
قدم و غنا و بقا و کمال راجع بعبد شود و
لوازم عبد از امکان و حدوث و احتیاج
و فنا و نقصان راجع برب شود، و از
قول آنکہ در چیزی حلول نمی کند نہ چیزی
درو، خلاصی از اعتقاد فاسد حلولیہ کہ
میگویند حق تعالیٰ در بندہ حلول میکند
حاصل شد، و از قول آنکہ باکسی مشابہت
ندارد نہ کسی باو، خلاصی از اعتقاد فاسد

شیعہ جو اللہ کی صفات کے منکر ہیں ان کے
فاسد اعتقاد سے چھٹکارا ہوا۔ اور وہ
قول کہ وہ اپنی ذات اور افعال میں قدیم
باقی، غنی اور کامل ہے اور کسی کے ساتھ
متحد نہیں ہوتا ہے اور کوئی شخص اسکے
ساتھ متحد ہوتا ہے۔ ملحدین کے فاسد
عقیدہ سے جو رب کو بندے کیساتھ اور
بندے کو رب کے ساتھ متحد ملتے ہیں چھٹکارا
حاصل ہوا اور وہ عقیدہ باطل ہے اس لئے
کہ عبد رب کے ساتھ اور رب عبد کے ساتھ
متحد ہو جائے تو رب کے لوازم وجوب قدم
غنا، بقا اور کمال بندے کی جانب
لوٹ جائینگے اور بندے کے لوازم امکان
حدوث احتیاج، فنا اور نقصان رب
کی طرف لوٹ جائینگے اور اس بات کے
اقرار سے کہ وہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا
ہے اور کوئی چیز اس میں حلول کرتی
ہے، حلولیہ کے فاسد عقیدہ سے جو کہتے

(بقیہ حاشیہ صفہ) واصل ابن عطا جو اس جماعت کا رہنما ہے حضرت حسن بصری کا شاگرد تھا۔ ایک روز مسجد میں دوسرے شاگردوں کے نزدیک یہ بول رہا تھا کہ گناہ کبیرہ کا کرنے والا نہ مومن ہے نہ کافر اور دو مرتبوں کے درمیان ایک تیسرا مرتبہ ثابت کر رہا تھا۔ شیخ نے اس کو سنا تو فرمایا کہ اعتزل عنی مجھ سے جدا اور دور ہو جا سو جہ سے اس کا نام

خلاصی از اعتقاد فاسد مُشَبِّہہ، کہ
حق تعالیٰ را بہ تشبیہ قایل است حاصل شد
و از قول آنکہ از جسم و لوازم آن منزہ
است و از جہات ستّہ پاک خلاصی از
مجسمہ کہ حق تعالیٰ را بہ جسم قایل ست حاصل
شد و از قول آنکہ باوجود آں موناں را
در قیامت مرئی خواہد شد الخ خلاصی از
اعتقاد فاسد شیعہ و معتزلہ خذلہم اللہ
کہ آں انکار رویت الٰہی است حاصل
شد و از قول آنکہ عالم بذات و صفات
خود مخلوق و حادث است،
خلاصی از حکمائی کہ بقدم عالم رفتہ
اند حاصل شد و از قول آنکہ عالم وہم
و خیال نیست و حقیقتی دارد خلاصی

ہیں اللہ تعالیٰ بندے میں حلول کرتا ہے چھٹکارا
حاصل ہوا، اور اس بات کے اقرار سے کہ
وہ کسی کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا اور کوئی شئی
اس کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے مشبّہین
کے فاسد عقیدہ سے جو اللہ تعالیٰ کی تشبیہ
کے قائل ہیں چھٹکارا حاصل ہوا اور اس بات
کے اقرار سے کہ وہ جسم اور جسم کے لوازم سے
پاک ہے اور جہات ستّہ سے پاک ہے مجسمہ گروہ
کے عقیدے سے جو اللہ تعالیٰ کے جسم کے قائل
ہیں چھٹکارا حاصل ہوا۔ اور اس بات کے
اقرار سے کہ اس کے باوجود مومنوں کو قیامت
میں دکھائی دے گا الخ معتزلہ اور شیعہ (اللہ انکی
مدد نہ کرے) کے فاسد اعتقاد سے جو دیدار
الٰہی کے منکر ہیں چھٹکارا حاصل ہوا۔ اور اس
بات کے اقرار سے کہ عالم اپنی ذات و صفات
میں مخلوق اور حادث ہے حکماء کے فاسد
عقیدے سے جو عالم کے قدیم ہونے کی جانب
گئے ہیں چھٹکارا حاصل ہوا اور اس بات
کا اقرار ہے کہ عالم وہم و خیال نہیں ہے اور
ایک حقیقت رکھتا ہے، سوفسطائیہ کے

از سوفسطائیہ کہ می گویند عالم وہم و
خیال ہست و حقیقتی ندارد یعنی ہر گاہ
ما اعتقاد کنیم کہ آتش آتش ہست
آنزماں آتش ہست والانیست حاصل
شد واز قول آنکہ غیر اوست و ہیچ
وقتی از اوقات نہ او خدا می شود نہ
خدا او۔ نہ او متّصف بصفات خدا می
شود نہ خدا بصفات او خلاصی از
اعتقاد فاسد ملاحدہ کہ انکار غیریت
می کنند ومیگویند کہ چوں عبد ترقی می
کند متّصف بصفات خدا می شود و
خدا تنزل کردہ عبد می شود و بندہ
خدا می شود و خدا بندہ حاصل شد۔

فصل دوّم

بداں اے عزیز

گمراہ عقیدے سے جو کہتے ہیں کہ عالم وہم
و خیال ہے اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا
ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جس وقت ہم یہ
اعتقاد کریں کہ آگ آگ ہے اس وقت
آگ کا وجود ہے ورنہ نہیں ہے چھٹکارا حاصل
ہوا اور سبات کے اقرار سے کہ عالم اللہ
کا غیر ہے اور اوقات میں سے کسی وقت وہ
خدا ہو سکتا ہے اور نہ خدا عالم۔ اور نہ
عالم خدا کی صفتوں سے متّصف ہو
سکتا ہے اور نہ خدا عالم کی صفات سے،
ملاحدہ کے فاسد عقیدے سے جو عالم
کی غیریت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ بندہ جب ترقی کرتا ہے تو وہ خدا کی
صفتوں سے متّصف ہو جاتا ہے اور اللہ
جب نزول فرماتا ہے تو عبد ہو جاتا ہے
اور بندہ خدا، خدا بندہ ہو جاتا ہے
چھٹکارا حاصل ہوا۔

فصل دوسری

جان لے ای عزیز
اللہ تعالیٰ تیرا یقین زیادہ کرے

زادک اللہ یقیناً در شرح
عباراتِ سابقہ کہ موجود است
یعنی موجود است بوجودِ قدیم و وجودِ او
بعینِ ذاتِ اوست وجودِ او واجب است
او در وجود خود محتاج دیگری نیست،
بصفتِ وحدت یعنی او یکی است کہ کسی
شریکِ او نیست، نہ در ذات و نہ در صفات
متصف است بصفاتِ کمال یعنی جمیع
صفاتِ او قدیم یعنی مسبوق بعدم نیست
کہ عدم بر او سابق باشد و کامل است
یعنی ہیچ حی از حیاتِ او و ہیچ مراد از
ارادہ، و ہیچ مسموع از سمع او و ہیچ
مقدور از قدرتِ او خارج نیست، یعنی
حیاتِ ہر حی اثر حیاتِ او۔ و ارادہ ہر مرید

پہلی عبارتوں کی شرح میں جو جملہ موجود
است ہے، اس کا مطلب یہ ہے، کہ
وہ وجودِ قدیم سے موجود ہے اور اس
کا وجود اس کی ذات کا عین ہے اور
اس کا وجود واجب ہے، یعنی ضروری ہے
یعنی اس کا وجود از خود ہے، اور وہ
اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں
ہے۔ اور بصفتِ وحدت کا مطلب
یہ ہے کہ وہ ایک ہے، کوئی اس کی ذات اور
صفات میں بالکل شریک نہیں ہے۔ اور متصف
است بصفاتِ کمال کا مطلب یہ ہے
کہ اسکے صفات قدیم ہیں یعنی عدم سے
مسبوق نہیں کہ عدم اس پر سابق ہو۔
(عدم اس پہلے حاوی نہ ہو) و کامل است
یعنی کوئی زندہ اس کی حیات سے اور کوئی
مراد اس کے ارادے سے، اور
کوئی معلوم اس کے علم سے، اور کوئی
دیکھا ہوا اس کے دیکھنے سے اور کوئی
کلمہ اس کے کلام سے اور کوئی مقدور
اسکی قدرت سے باہر نہیں ہے یعنی ہر زندہ
کی زندگی اسکی حیات کا اثر اور ہر

اثر ارادۂ او وسامعہ ومسموع ہر سامع
اثر سمع او، وعلم ومعلوم ہر عالم اثر علم او،
وبصر ومُبصر ہر مبصر اثر بصر او، وکلمہ
وکلام ہر متکلّم اثر کلام او۔ وقدرت
ومقدور ہر قادر اثر قدرت اوست
وہمہ کائنات در صفات خود محتاج صفات
اوئیند داد ومنزہ از سمات نقصان
وزوال یعنی او از ہر نشان کہ مستلزم
نقصان وزوال ہست از امکان و
حدوث وفنا واحتیاج وتغیر وتبدل
وخوردن وخفتن وتوالد وتناسل وبیماری
وصحت وغم وشادی ولذّت والم
وغیرہا منزّہ ہست وبذات وصفات
وافعال خود واجب وقدیم وغنی وباقی

مرید کا ارادہ اس کے ارادے کا اثر اور
ہر سننے والے کا سامعہ ومسموع اس کے سمع کا
اثر اور ہر جاننے والے کا علم اور معلوم اس
کے علم کا اثر اور ہر دیکھنے والے کا بصر
اور دیکھا ہوا اسکے بصر کا اثر اور ہر بات
کرنیوالے کا کلمہ اور کلام اس کے کلام کا
اثر اور ہر قدرت والے کی قدرت اور
اس کا مقدور اسکی قدرت کا اثر ہے
اور تمام کائنات اپنی صفات میں اسکی
صفات کی محتاج ہیں۔ وادمنزہ از سمات
نقصان وزوال یعنی وہ ہر اُن علامتوں
سے جو نقصان وزوال کو لازم ہے یعنی
امکان، حدوث، فنا، احتیاج، تغیر
تبدل، کھانا، سونا، پیدائش، نسل،
بیماری، صحت، غم، لذّت، تکلیف،
وغیرہ سے منزّہ ہے۔ اور وہ اپنی ذات و
صفات اور افعال میں واجب قدیم
غنی باقی اور کامل ہے۔

یعنی جس طرح اس کی ذات
واجب، قدیم، غنی، باقی اور کامل ہے

و کامل است ہمچنیں صفات و افعال او
واجب و قدیم و غنی و باقی و کامل است و
افعال او معلل بغرض نیست یعنی چنیں
نیست کہ او کاری بغرض کند زیراکہ
غرض موجب احتیاج است و او تعالیٰ
از احتیاج ازلاً[1] و ابداً[2] منزہ است
و در افعال خود محتاج مُدبر و مشیر و
ظہیر و وزیر نیست و صفت او در افعال

یفعل اللہ ما یشاء است

و بذات و صفات خود با کسی متحد
نمی شود و نہ کسی با او۔ زیراکہ ذات
و صفات او واجب و قدیم و غنی و باقی
و کامل است و ذات و صفات غیر او

اسی طرح اس کی صفات اور افعال واجب
قدیم، غنی، باقی اور کامل ہیں اور اس کے
افعال کسی غرض سے معلل نہیں ہیں یعنی
ایسا نہیں ہے کہ اس کا کام کسی غرض کے لئے
ہو اس لئے کہ غرض احتیاج کا سبب ہے، اور
اللہ تعالیٰ حاجت سے ہمیشہ سے ہمیشہ تک
منزہ ہے۔ اور اپنے افعال میں کسی
تدبیر کرنے والے، رائے دینے والے
مدد کرنے والے اور تقویت دینے
والے کا محتاج نہیں ہے۔ اور
اس کی صفت کسی بھی فعل میں،
یفعل اللہ ما یشاء ہے (اللہ جو چاہتا
ہے کرتا ہے) اور بذات و صفات خود
با کسی متحد نمی شود و نہ کسی با او۔
اس لئے کہ اس کی ذات و صفات
واجب، قدیم، غنی، باقی اور کامل ہیں،
اور اس کے غیر کی ذات و صفات
ممکن، حادث، محتاج، فانی، اور
ناقص ہیں۔

۱؎ ازلاً کے معنی ہمیشگی اور ایسا زمانہ جس کی ابتدا نہ ہو ۱۲

۲؎ ابداً کے معنی ہمیشہ اور ایسا زمانہ جس کی انتہا نہ ہو ۔ ۱۲ منتخب

ممکن و حادث و محتاج و فانی، و ناقص است پس واجب با ممکن و قدیم با حادث و غنی با محتاج و باقی با فانی و کامل با ناقص یا بعکس آں چگونہ متحد گردد، و در چیزی حلول نمی کند نہ چیزی درو، زیرا کہ حلول کردن چیزی در چیزی موجبِ احتیاج است و او تعالیٰ ازاں منزّہ است و اگر چیزی درو حلول کند، پس ذات و صفات او محلِ حوادث شود و آں باطل است و با کسی مشابہت ندارد نہ کسی با او۔ یعنی ذات کسی مانندِ ذات او نیست، نہ صفاتِ کسی مانندِ صفاتِ او، زیرا کہ مشابہت و مماثل و مجانس

پس واجب ممکن کے ساتھ، قدیم حادث کے ساتھ، غنی محتاج کے ساتھ، باقی فانی کے ساتھ اور کامل ناقص کے ساتھ، یا اس کا عکس کس طرح متحد ہو سکتے ہیں۔

و در چیزی حلول نمی کند نہ چیزی درو۔ اس لئے کہ کسی چیز کا کسی چیز میں حلول کرنا احتیاج کا سبب ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے منزّہ ہے اور اگر کوئی چیز اس میں حلول کرے پس اس کی ذات و صفات، حوادث کا محل ہو جائیں گے اور یہ باطل ہے۔

و با کسی مشابہت نہ دارد و نہ کسی با او۔ یعنی کسی کی ذات اس کی ذات کے مانند نہیں ہے اور نہ کسی کی صفات، اس کی صفات کے مانند ہیں۔

اس لئے کہ مشابہت کے لئے ضروری ہے کہ مماثل اور ہم جنس ہو اور اللہ تعالیٰ کے

باید و حق تعالیٰ را مماثل و مجانس نسبت
و حقتعالیٰ مماثل و مجانس کسی در ذات و
صفات نیست که او مانند او تعالیٰ باشد
که لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ و از جسم و لوازم
آں منزہ ست و از جہاتِ ستّہ پاک، زیرا کہ
جسم ترکیب میخواہد و ترکیب احتیاج را لازم
دارد و او تعالیٰ ازاں منزہ است و
ہمچنیں بلوازمِ جسمانی و بجہاتِ ستّہ، کہ
پس و پیش و زیر و بالا و چپ و راست باشد
متصف بودن مستلزم نقصان و احتیاج
ست و او تعالیٰ ازاں منزہ است،
با وجود آں مومناں را مرئی خواہد شد و
مومناں او را دراں جہاں بچشم سر خواہند
دید یعنی با آنکہ از جسم و لوازم آں کہ مقابلہ

لئے کوئی مثل اور ہم جنس نہیں ہے،
اور نہ حق تعالیٰ کسی کا ہمجنس اور
مثل ہے، نہ ذات میں نہ صفات
میں جو اللہ کے مانند ہو۔ اس لئے کہ
لم یکن لہ کفوًا احد کوئی اس کا
شریک نہیں ہے، و از جسم و لوازم آں
منزّہ ست و جہات ستّہ پاک، اس لئے
کہ جسم ترکیب چاہتا ہے اور ترکیب احتیاج
کو لازم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے
بالکل منزہ ہے اور اسی طرح جسمانی
لوازمات سے اور جہات ستّہ جو آگے
پیچھے، اوپر نیچے، دائیں بائیں ہیں اس سے
متصف ہونا احتیاج اور نقصان کو لازم
ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے
منزّہ ہے۔

با وجود آں مومناں را مرئی
خواہد شد و مومناں او را دراں
جہاں بچشم سر خواہند دید، یعنی باوجودیکہ
وہ جسم اور جسم کے لوازم سے جو آمنے
سامنے ہونا قرب و بُعد اور جہاتِ ستّہ

ومحاذات وقُرب وبُعد وغیرہا
است وجہاتِ ستہ پاک ست مومناں
راچشم سراشیاں مرئی خواہد شد
کہ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی
رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ وَقَالَ عَلَیۡہِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ سَتَرَوۡنَ رَبَّکُمۡ
یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ کَمَا تَرَوۡنَ الۡقَمَرَ
لَیۡلَۃَ الۡبَدۡرِ وآنچہ معتزلہ وشیعہ
خذلہم اللہ گویند کہ مومناں را رویت
حق تعالیٰ نخواہد شد کہ لَا تُدۡرِکُہُ
الۡاَبۡصَارُ وَہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ
جوابش آنست کہ ادراک دیگر ست ورویت
دیگر وعدم ادراک شئی موجبِ عدمِ رویت
آں نیست زیرا کہ معنی ادراک بحقیقت

وغیرہ ہیں پاک ہے مومنین کو سر کی آنکھوں
سے دکھائی دیگا۔ اس لئے کہ (الآیہ) کچھ ترو
تازہ چہرے اس دن اپنے رب کی جانب
دیکھ رہے ہوں گے اور حضور علیہ السلام
نے فرمایا کہ ضرور دیکھو گے تم اپنے رب
کو قیامت کے دن جیسا کہ تم چودھویں
رات کے چاند کو دیکھتے ہو) اور جو کچھ
معتزلہ اور شیعہ (اللہ تعالےٰ ان کی مدد
نہ کرے) کہتے ہیں کہ مومنین کو اللہ تعالےٰ
کا دیدار نہ ہوگا۔

اس لئے کہ (آیۃ) آنکھیں اس
کو نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھوں کا
ادراک کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ
ہے کہ دراک اور چیز ہے، اور
رویت دوسری شیئ ہے۔ کسی
شیئ کا ادراک نہ ہونا اس شیئ
کے نہ دیکھنے کا سبب نہیں ہے۔
اس لئے کہ ادراک کے معنی شیئ کی
حقیقت تک پہنچنا اور اس پر
احاطہ کرنا ہے اور رُویت کے

شئ رسیدن وبراں احاطہ کردن ست
معنی رُوئیت دیدن ودیدن بے احاطہ
کردن واقع ست مثلاً دریارا یا آسماں
رامی بینیم بے احاطہ کردن آں وعالم بذات
وصفاتِ خود مخلوق وحادث ست
عالَم ماسوای ذات وصفاتِ الٰہی را
گویند وجمیع افراد ماسوای مخلوق و
حادث است بذات وصفات خود
یعنی چنانچہ ذات ہر فردی از افراد آں
مخلوق وحادث ست ہمچنیں صفات
او نیز مخلوق وحادث است۔

ووہم وخیال نیست حقیقتی دارد یعنی عالم
وہم وخیال نیست کہ حقیقت آں تابع
اعتقاد باشد بلکہ حقیقت ثابت دارد
فی نفسہ کہ حقائقُ الاشیاءِ ثابتۃٌ

معنی دیکھنا، اور دیکھنا بغیر احاطہ کے
واقع ہے۔ مثلاً دریا یا آسمان کو بغیر
احاطہ کے دیکھتے ہیں۔ وعالم بذات
وصفات خود مخلوق وحادث
است۔ عالم ذات وصفات الٰہی کے
ماسوا کو کہتے ہیں اور ماسویٰ کے
تمام افراد اپنی ذات وصفات میں
حادث ہیں، یعنی جیسا کہ افراد میں سے
ہر فرد کی ذات مخلوق وحادث ہے
اسی طرح اس کی صفتیں بھی مخلوق
وحادث ہیں، ووہم وخیال نیست
حقیقتے دارد۔ یعنی عالم وہم وخیال
نہیں ہے کہ جس کی حقیقت کسی کے
اعتقاد کے تابع ہو۔ بلکہ وہ
بالذات ایک حقیقت رکھتا ہے۔
اس لئے کہ حقائقُ الاشیاءِ
ثابتۃٌ۔ شئ کی حقیقتیں
ثابت ہیں۔

و بذات وصفات
خود ناقص ومحتاج و فانی
است۔ اس لئے کہ نقصان
احتیاج، فنا۔ عالم کی

وبذات وصفاتِ خود ناقص ومحتاج وفانی است زیراکہ نقصان واحتیاج وفنا لازم ذات وصفات اوست، وغیر اوست و ہیچ وقتی از اوقات نہ او خدا می شود، نہ خدا او نہ او متصف بصفات خدا می شود نہ خدا بصفات او۔ یعنی ہر فردی از افراد عالم غیر اوست حقیقتاً نہ مجازاً۔ ہر گاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غیر او باشد حقیقۃً نہ مجازاً و ہیچ وقتی از اوقات نہ او خدا شدہ نہ خدا او، و نہ او متصف بصفات خدا شدہ، نہ خدا بصفات او۔ پس دیگری چرا و چگونہ خدا شود و خدا او و برای ہمین است، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردم را از خدا گفتن خود نہی فرمود کہ لَا تُطْرُوْنِی کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ

ذات وصفات کے لئے لازم ہیں۔ وغیر اوست و ہیچ وقتے از اوقات نہ او خدا می شود نہ خدا او، نہ او متصف بصفات خدا می شود نہ خدا بصفات او۔ یعنے عالم کے افراد میں سے ہر فرد اللہ کا حقیقتاً غیر ہے نہ مجازاً۔ جب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے حقیقتاً غیر رہے ہیں نہ مجازاً۔ اور اوقات میں سے کسی وقت بھی نہ آپ خدا ہوئے اور نہ خدا آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ آپ کبھی خدا کی صفتوں سے متصف ہوئے ہیں اور نہ خدا آپ کی صفات سے۔ پس دوسری کوئی ہستی کیسے خدا ہو سکتی ہے اور خدا وہ ہستی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنی ذات کے بارے میں خدا کہنے سے منع فرمایا۔ کہ میری تعریف میں اس طرح کا مبالغہ نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

مریم انما انا عبد فقولوا
عبد اللہ ورسولہ و ملاحدہ
مصطلح عرفانا فہمیدہ واز مرشد کامل
اصطلاح دان ایشاں معنی آں حاصل ناکردہ
باغوای شیطانی خود گمراہ شدہ و بہ نیابت او
کمر بستہ مردمان را گمراہ می سازند اعاذنا اللہ
عن ظنہم وفنہم

فصل سیوم بدان العزیز زادک اللہ یقینا
کہ طالب حق این نیز اعتقاد کند کہ آمدن
روز قیامت حق است و عذاب قبر و دوزخ مر
انساں راکہ مرتکب مناہی بودہ ہم حق است و روح
حادث است و بر ارتکاب اوامر و اجتناب از
نواہی مثاب[1] اوست و بر تقصیر دراں معذب
ہم او۔ و در ثواب و عذاب جسم نیز با او

کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ ظاہر بات ہے
کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ تم لوگ مجھے
اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔
ملاحدہ نے عارفین کی اصطلاحوں کو
نہیں سمجھا اور اصطلاح جاننے والے
مرشد کامل سے اسکی حقیقت کو حاصل
نہیں کیا شیطانی دہوکے سے خود گمراہ
ہوکر شیطان کی نیابت میں کمر باندھی
ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالے
ہم سب کو ان کے برے گمان اور فریب سے بچائے۔
(آمین)

فصل سیوم اے عزیز جان لے
اللہ تعالیٰ تیرے یقین کو زیادہ کرے، کہ
حق کا طالب اس کا بھی اعتقاد کرے کہ
قیامت کا آنا حق ہے اور دوزخ کا عذاب
بھی خاص کر انسان کے لئے جو نواہی کا
مرتکب ہوا ہے حق ہے اور روح حادث
ہے اور اوامر کے کرنے اور نواہی سے
بچنے پر اسکو ثواب دیا جاتا ہے اور اسمیں
کمی کرنے پر اس کو عذاب بھی ہے۔ اور
ثواب و عذاب میں جسم بھی اس کے

[1] مثاب کے معنی ہیں بدلہ دیا گیا ۱۲

شرکت دارد و بسبب این اعتقاد
خلاصی از کفار کہ منکرِ قیامت اند و
ملاحدہ میگویند روح قدیم و پاک است
و وقتِ مُردن بنوری می پیوند و باد و
آتش و آب و خاک ہر یکی بمرکز خود می رود
عذاب در قبر و دوزخ کراست حاصل شد
نیز اعتقاد کند کہ آنچہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ
حلال کردہ است حلال است و آنچہ حق
سبحانہٗ تعالیٰ حرام کردہ است حرام است و
از تحلیل حرام و اباحت[1] آں جناب کنند و بر
اتباع شریعت غرّا قولاً و عملاً و اعتقاداً
ثابت باشد و بیقین داند کہ ولی ہر چند بمراتب
ولایت رسد از وی امر و نہی ساقط نمی شود
و حرام بر وی حلال نمی شود، زیرا کہ

ساتھ شریک ہوتا ہے اور اسی اعتقاد
کے سبب سے ان کافروں سے چھٹکارا
ہے، جو قیامت کا انکار کرتے ہیں اور
ملاحدہ سے بھی، جو کہتے ہیں کہ روح پاک
اور قدیم ہے اور مرنے کے وقت نور
سے مل جاتی ہے، اور ہوا، آگ، پانی
اور مٹی ہر ایک اپنے مرکز میں چلا جاتا
ہے۔ پھر دوزخ اور قبر کا عذاب کیسے
ہوگا خلاصی حاصل ہوئی۔

یہ بھی اعتقاد رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ
نے حلال فرمایا ہے حلال ہے اور جو
کچھ اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے حرام
ہے اور کسی حرام کو حلال اور مباح
کرنے سے پرہیز کرے اور روش شریعت
کے اتباع پر اپنے قول، فعل اور اعتقاد
سے ثابت رہے اور یقین جانے کہ ولی
ہر چند کہ ولایت کے مرتبے میں پہنچتا
ہے اس سے امر اور نہی ہرگز ساقط
نہیں ہوتا ہے۔ اس پر حرام حلال
نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ملاحدہ

[1] اباحت کے معنی ہیں حلال و جائز کرنا ۱۲ غیاث و صراح ۱۲

ملاحدہ می گویند، چوں ہمہ اوست، حرام چیست، ہمہ حلال است، چہ زنا و لواطت و شرب خمر وغیرہا جمیع محرمات را مباح می کنند و انکارِ شریعتِ غرا می نماید و می گویند، کہ احکامِ شریعت برائے عوام است، نہ جہت خواص و آنکہ خواص مرتکب اوامر شریعت می باشند برائے ترویج آں است در عوام و جہت انتظام عالم است و الا کمّل را احتیاج بداں نیست و ایں ہمی دانند کہ چنیں معتقدات الحاد و کفر[1] و زندقہ است و معتقد ایں اعتقادات باطلہ ملحد و کافر و زندیق[2] است، ای عزیز زیادہ ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کمال کہ خواہد بود و آنحضرت در شبہا چناں نماز می کرد کہ پاہائے مبارک ورم می کرد و در بعضی حیان

کہتے ہیں کہ جب ہمہ اوست ہے حرام کیا ہے سب حلال ہے۔ خواہ زنا لواطت، شراب کا پینا وغیرہ تمام محرمات کو مباح قرار دیتے ہیں، اور روشن شریعت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے احکام عوام کے لئے ہیں، خواص کے لئے نہیں۔ اور جو خواص کہ شریعت پر عامل ہیں وہ محض عوام کے اندر شریعت کو جاری کرنے اور عالم کے انتظام کے لئے ہے، ورنہ کاملین کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ یہ نہیں جانتے کہ اس طرح کا اعتقاد الحاد کفر اور زندقہ ہے اور اس باطل اعتقاد کا رکھنے والا ملحد، کافر اور زندیق ہے۔ اے عزیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کمال میں کون ہوگا؟ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راتوں میں اس طرح عبادت کرتے، کہ پائے مبارک ورم کر جاتا اور بعض وقتوں میں پوری رات عشق

---

[1] کفر کے معنی ہیں انکار کرنا، ناشکری کرنا ۱۲ [2] زندیق اسے کہتے ہیں حقتعالیٰ اور آخرت کے ساتھ یقین نہ رکھے اور ایمان تو ظاہر کرے لیکن باطن میں کافر ہو، اصل میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جو زرتشتی عقیدہ یعنی اہرمن، یزدان کے قائل ہیں ۱۲ غیاث ۱۲

ہمہ شب از درد الٰہی میگریست ، چوں اصحاب آمدہ میگفتند کہ یارسول اللہ حق سبحانہٗ تعالیٰ گناہان ماتقدم و ما تاخر تو بخشیدہ است باز ایں چیست در جواب می فرمود اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی چوں حق تعالیٰ از کمال کرم در حق بندہ چنیں نوازش کردہ است پس من شکر گذاری آں می کنم و ہیچ جا بہ ثبوت نہ پیوستہ کہ گاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پنجگانہ نہ کردہ و ہمچنیں اصحاب کبار رضی اللہ عنہم و اکمل اولیا مثل بایزید و جنید و غوث الاعظم و خواجہ معین الدین و خواجہ بندہ نواز قدس اللہ اسرارہم گاہی نماز پنجگانہ یا امری از امور شرائع از انکہ فرض و واجب و سنن مؤکدہ باشد ترک کردہ اند بلکہ تاکید

الٰہی میں روتے رہتے۔ جب صحابہؓ آکر آپ سے کہتے کہ یارسول اللہ، حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے پھر یہ کیا ہے۔ تو آپ جواب میں فرماتے، کیا میں شکرگذار بندہ نہ بنوں یعنی جب حق تعالیٰ نے کرم سے بندہ کے حق میں اس طرح کی نوازش کی ہے۔ پس میں اس کی شکرگذاری کرتا ہوں۔

اور کسی جگہ سے یہ ثبوت نہیں ملتا کہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ ادا نہ کیا ہو۔ ایسے ہی بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیائے کاملین جیسے بایزید، جنید، غوث الاعظم، خواجہ معین الدین اور خواجہ بندہ نواز قدس اللہ اسرارہم وغیرہ نماز پنجگانہ یا امور شریعت سے کوئی امر جو فرض، واجب اور سنت موکدہ ہیں کبھی ترک کیا ہو۔ بلکہ ان کی کتابوں میں شریعت کی اتباع پہ

تاکید براتباع شریعت در کتب
ایشاں واقع است، ملاحدہ بسبب اضلال
ازلی ہمہ اوست گفتہ وحرام را حلال دانستہ
انکار شریعت می نمایند۔ سبحان اللہ حق
سبحانہ تعالیٰ غشاوۂ غفلت بر ابصار
ایشاں کردہ منکر محسوسات گردانیدہ است
زیراکہ در دلائل صریحہ آمدہ است کہ حق سبحانہٗ
وتعالیٰ از امکان وحدوث واحتیاج وفنا
وتغیر وتبدل وزن وفرزند ووالد و
والدہ وخوردن وخفتن وغنودن وفقر و
عجز ومرض وموت وغیرہا جمیع سمات نقصان
منزہ است وبجمیع صفات کمال از وجوب و
قدم وغنا وبقا وغیرہا متصف ومحسوس
ایشان است کہ ہیچ احدے ازیں سمات

پر تاکید واقع ہے۔
ملاحدہ نے ازلی گمراہی کی وجہ سے
ہمہ اوست کہا اور حرام کو حلال
جانا اور شریعت کا انکار کرتے ہیں۔
سبحان اللہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے
غفلت کا پردہ ان کی آنکھوں
پر ڈال کر محسوسات کا منکر کر دیا
ہے۔ اس لئے کہ واضح دلیلوں
میں آیا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ امکان
حدوث، احتیاج، فنا۔ تغیر،
تبدل، بیوی، اولاد، باپ، ماں
کھانے سونے، اونگھنے، محتاجی
عاجزی، مرض، موت، وغیرہ تمام
نقصان کی صورتوں سے پاک ہے۔
اور تمام صفات کمال جیسے وجوب
قدم، غنا اور بقا وغیرہ سے متصف
ہے۔ اور خود ان کو محسوس ہے
کہ ان میں سے کوئی نقصان کی
صورت سے پاک اور مذکورہ کمال
سے متصف نہیں ہے۔ باوجود اس کے
ہر شئی کے اوست کا اعتقاد کئے

نقصان منزہ وبصفات کمال مذکورہ متصف نیست باوجود آں ہر شئی را اوست اعتقاد کردہ تحلیل حرام واباحت آں می نماید مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ ونیز اعتقاد کند کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد انبیاء افضل بشر است در مرتبہ چہ عمر وعثمان وعلی وجمیع اصحاب رضی اللہ عنہم وچہ فاطمہ زہرا وحسنین وجمیع آل رضی اللہ عنہم۔ بعد ازو عمر وبعد ازو عثمان وبعد ازو علی رضی اللہ عنہم وآنچہ ملاحدہ می گویند کہ امیر المومنین علی مرشد وپدر ما است چگونہ احدی را بر وی فضیلت دہیم بلکہ مرا او را بر ایشاں افضل دانیم اعتقاد رفض ست۔ ای عزیز

ہوئے ہیں حرام کو حلال ومباح بناتے ہیں، جسے اللہ گمراہ کردے۔ پس اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے۔ اور یہ بھی عقیدہ رکھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام بشر میں مرتبہ میں افضل ہیں۔ خواہ عمر، عثمان علی اور تمام اصحاب رضی اللہ عنہم ہوں۔ خواہ فاطمہ زہرا حسنین اور تمام آل رضی اللہ عنہم ہوں اور ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمان ان کے بعد علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور جو کچھ کہ ملاحدہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی ہمارے مرشد و باپ ہیں کیسے ہم ان پر کسی کو فضیلت دیں۔ بلکہ خاصکر ان کو ان تمام پر افضل جانتے ہیں رافضیوں کا اعتقاد ہے۔

ای عزیز! ایسے رفضی پیرون

از چنین پیران رافضی کہ در حقیقت مضل
اند اجتناب کردن و مرید ایشان ناشدن بہتر
است زیراکہ انسان بتقلید[۱] ایمانی دارد
کہ بسبب آں امید نجات اخروی است این
نائبانِ ابلیس آنرا ہم از دست او می رہانید
و در گروہِ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ داخل می نمایند
اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھُمْ۔

فصل چہارم

بداں ای عزیز زادکَ
اللّٰہُ یقیناً کہ مردم بسبب ندانستن این عقائد
صحیحہ مبتلا صحبت پیران رافضی یا ملحد می
شوند و فی الحقیقۃ نہ ایشاں پیراں اند نہ
آناں مریداں زیراکہ ایں ارادت صحیح نیست
چنانچہ زنی راکہ صاحب توقان است با مَنین

سے جو حقیقت میں گمراہ کرنے والے
ہیں پرہیز کرنا اور ان کا مرید نہ
ہونا بہتر ہے، اس لئے کہ انسان
تقلیدی ایمان رکھتا ہے اور یہ
ابلیس کے نائب اس کو بھی اس
کے ہاتھ سے چھین لیتے ہیں اور
خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃ ذٰلِکَ
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْن (دنیا اور آخرۃ
میں گھاٹے والے ہیں اور یہ کھلا ہوا
نقصان ہے) کے گروہ میں داخل
کرتے ہیں، اللہ تعالےٰ ہم کو
ان سے بچائے (آمین)۔

فصل چہارم

اے عزیز!
جان لے اللہ تعالےٰ تیرے یقین
کو زیادہ کرے کہ مردم بسبب نادانستن
لوگ یہ صحیح عقائد نہ جاننے کی وجہ
سے رافضی یا ملحد پیروں کی صحبت
میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور حقیقت
میں نہ یہ لوگ پیر ہیں اور نہ وہ لوگ
مرید ہیں۔ اس لئے کہ یہ ارادت صحیح
نہیں ہے جیسا کہ کوئی عورت خواہشمند

[۱] تقلید کے معنی گردن بند کردن یعنی ڈالنا اپنی گردن پر کوئی کام لینا۔ کسی کی پیروی بغیر حقیقۃ دریافت کئے کرنا۔

اتفاق نکاح افتاد، انعقادِ نکاح او
بقدرت ست بر صحبت اوست، اگر قادر نباشد
آں نکاحش صحیح نیست، فی الحقیقۃ نکاح
او نشدہ ست، پس براں زن لازم ست
کہ فسخ نکاح کردہ بامردے کہ قادر باشد
نکاح کند تا بمراد دل برسد واز حرام محفوظ
ماند پس طالب حق کہ در و طلب الٰہی دامنگیر
اوست بر وی لازم ست کہ فسخ ارادتِ
چنیں روافض وملاحدہ کند وبا مرشدِ کامل بیعت
نماید تا بمراد دل خود کہ عرفان حق ست برسد۔

فصل پنجم بداں ایعزیز زادک اللہ
یقیناً کہ پیرانی کہ دریں ایام مردم را گمراہ
می سازند بر دو قسم اند یا روافض اند،
خذلہم اللہ یا ملاحدہ اند و ملاحدہ نیز بر دو
قسم اند، یا ظاہراً منکر احکام شریعت اند

کسی نامرد کے ساتھ نکاح کا منعقد ہونا
اسکی صحبت کی قدرت پر موقوف ہے۔
اگر قادر نہ ہو اس کا نکاح صحیح نہیں ہے،
اور حقیقت میں اس کا نکاح ہوا ہی نہیں۔
پس اس عورت پہ لازم ہے کہ نکاح
توڑ دے، اور کسی قدرت والے
مرد سے نکاح کرلے، تاکہ دل کی
مراد کو پہنچے اور حرام سے محفوظ رہے۔
پس حق کے طالب کو جس کے
اندر اللہ کی طلب دامن گیر ہے
اس پہ لازم ہے کہ ایسے روافض
اور ملحدوں سے بیعت توڑ دیں،
اور مرشدِ کامل سے بیعت کریں۔
تاکہ اپنے دل کی مراد کو جو اللہ
کا عرفان ہے پہنچے۔

فصل پانچویں۔ جان لے ای
عزیز، اللہ تعالےٰ تیرے یقین کو زیادہ
کرے۔ وہ پیر جو اس زمانے میں لوگوں
کو گمراہ کرتے ہیں دو قسم پہ ہیں، یا روافض
ہیں (اللہ تعالےٰ ان کی مدد نہ کرے) یا ملاحدہ
ہیں اور ملاحدہ بھی دو قسم پہ ہیں،
یا تو وہ ظاہراً شریعت کے احکام کے

یا باطناً پس ہر کہ معتقد باعتقاد مذکور
باشد رفضی را بے بداہت[1] خواہد دانست وچنیں
ملحد ظاہر را وشناختن ملحد باطن موقوف بہ
تجسس عقائد واحوال وست وآں از
رسائل او یا از عقائد واز احوال مریدان او
تواں دانست زیرا کہ بوئے نجاست الحاد
ہر چند کہ پنہاں دارد مخفی نمی ماند اے برادر
عجب از احمقان ایں زمانہ کہ چوں برائے خریدن
دیگ گلیں پیش کلاّل[2] می روند جستن وجوئے
صحت وسقم آں بکوشش بسیار کردہ می خرند
وچوں می خواہند کہ زنی را خواستگاری کنند
از مردم قبائل او یا از اجانب جستجوئے حسن
وجمال وعفت واخلاق او کردہ در نکاح

منکر ہیں یا باطناً منکر ہیں پس جو شخص
کہ اعتقاد مذکور کا معتقد ہوگا رفضی
کو بغیر غور وفکر کے جانے گا اور اسی
طرح ملحد ظاہر کو بھی، اور ملحد باطن کو
پہچاننا، ان کے احوال اور عقائد کے
ڈھونڈنے پر موقوف ہے اور یہ بات
ان کے رسالوں سے یا ان کے مریدوں
کے احوال سے جان سکتے ہیں۔ اس لئے
کہ الحاد کے نجاست کی بُو چاہے کتنا
پوشیدہ رکھیں چھپی نہیں رہتی۔
اے بھائی اس زمانے کے احمقوں سے
تعجب ہے کہ جب وہ مٹی کا دیگ خریدنے
کے لئے کمہار کے پاس جاتے ہیں اس
کے اچھے اور برے کی جستجو کر کے
بہت زیادہ کوشش سے خریدتے ہیں،
اور جب کسی عورت سے شادی کرنا
چاہتے ہیں، اسکے قبیلے کے لوگوں سے
یا اجنبی لوگوں سے اسکے حسن وجمال،
پاکباز اور اچھے اخلاق ہونے کا پتہ

---

۱ بداہت کے معنی ہیں بے سوچے ہوئے کسی بات پر آگاہ ہونا ۱۲
۲ کلال اس شخص کو کہتے ہیں جو مٹی کا کوزہ اور پیالہ بناتا ہے ۱۲ برہان قاطع

می آرند و چوں میخواہند مرید شوند محض بر گفتن مردم می روند و مرید می شوند پس معلوم می شود کہ ایں احمقاں را درد ہوائے نفس خود و درد درم خود از درد دین و ایمان زیادہ ہست و نفسانیت خود و درم خود از دین و ایماں عزیز تر است فلہذا بزرگان مثال ایں مردم موش دہل فرمودہ اند کہ ہر گاہ کسی بر یکطرف دہل نیزند او بدیگر طرف می گریزد و چوں بآں طرف بزند بدیگر طرف بگریزد و در یکطرف قرار ندارد۔ والحق حال ایں مردم بعینہٖ چنیں ہست کہ ہر کس آنچہ می گوید براں می روند اگر ملحدی یا رافضی را می ستایند در دل عقیدہ او بکمال راسخ می نمایند و اگر کاملی را بسبب جہالت و،

لگا کر نکاح کرتے ہیں اور جب چاہتے ہیں کہ مرید ہو جائیں صرف لوگوں کے کہنے پر چلے جاتے ہیں اور مرید ہو جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ ان بے وقوفوں کو اپنے نفس کی خواہش کا درد اور اپنے درم کا درد دین اور ایمان کے درد سے زیادہ ہے اور اپنی نفسانیت اپنا درم دین و ایمان سے زیادہ عزیز ہیں۔ اسی لئے بزرگوں نے ان لوگوں کی مثال ڈھول کے چوہے کی دی ہے، کہ جس وقت کوئی شخص ایک جانب سے ڈھول بجاتا ہے وہ دوسری جانب بھاگ جاتا ہے اور جب اس جانب بجاتا ہے، دوسری جانب بھاگتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ کسی جانب قرار نہیں لیتا ہے، اور حق یہ ہے کہ ان لوگوں کا حال بعینہٖ ایسا ہی ہے کہ جو شخص جو کچھ کہتا ہے اسی پر جاتے ہیں، اگر کوئی ملحد یا رافضی بلاتا ہے دل کے اندر اسی کا عقیدہ مستحکم کر لیتے ہیں، اور اگر جہالت عناد اور حسد کی بنا پر کسی کامل کی برائی بیان کرتے ہیں

عناد[1] و حسد نکوہش نمایند از روی دل
سرد می کنند و ہیچ تجسس احوال ہیچ یکی نمی
نمایند و از دانایان منصف و محسن اخلاق
متصف تحقیق نمی کنند و بر رسوخ اعتقاد
ایں احمقان نیز اعتماد نیست زیرا کہ بسا
باشد کہ بقول مردمان معتقد یکی بر رسوخ[2]
می شوند چوں بعضے دیگر با او نا صاف باشند
نکوہش[3] می نمایند اعتقاد ایشان سست
و سرد می شود اَللّٰھُمَّ عَافِنَا مِنْ کُلِّ
بَلَاءِ الدُّنْیَا بلکہ اگر کاملی را نیز می یابند
و چوں از وی کارے می بینند کہ در عقل
ایشان حسن آں پوشیدہ باشد یا از حاسدے
بدروغ مذمت او می شوند از وی نیز دل
سرد می کنند۔

تو اس کی جانب سے دل سرد کر لیتے
ہیں اور ذرا بھی اس کے کسی حالت
کی تفتیش نہیں کرتے ہیں، اور
عقلمند منصف مزاجوں اور اچھے اخلاق
والوں سے تحقیق نہیں کرتے ہیں
اور ان احمقوں کو مضبوط اعتقاد
پر بھی اعتماد نہیں ہے۔ اس لئے کہ
بہت ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے
کہنے پر مضبوطی کے ساتھ معتقد ہو
جاتے ہیں۔

اور بعض دوسرے جو اس کے ساتھ
صاف دل نہیں ہوتے ہیں برائی کرنے
لگتے ہیں، تو ان کا اعتقاد بھی سست
اور سرد پڑ جاتا ہے۔ اے اللہ ہمیں
دنیا کی ہر بلا سے نجات دے۔ بلکہ
اگر کسی کامل کو بھی پاتے ہیں اور جب
اس سے کوئی ایسی کام دیکھتے ہیں۔
جس کی بہتری ان کی عقل سے
پوشیدہ ہوتی ہے یا کسی حاسد سے
غلط ان کی برائی سنتے ہیں تو اس کی وجہ
سے بھی دل سرد کر لیتے ہیں۔

---

[1] عناد کے معنی ہیں لڑائی کرنا۔ [2] رسوخ کے معنی ہیں درست اور پاؤں کا مضبوط ہونا ۱۲
[3] نکوہش کے معنی ہیں سرکشی اور عیب بیان کرنے والا، برائی بیان کرنے والا ۱۲

فصل ششم بدان ای عزیز زادک اللہ
یقیناً کہ مرشد کامل آن است کہ جامع
اضداد باشد و حقیقت را با شریعت
و شریعت را با حقیقت و ہمہ اوست
را ہمہ غیر اوست، و ہمہ غیر اوست را بہ ہمہ اوست
جمع نماید بسند دلیل و حدیث با سلامت قول
مجتہدان رحمۃ اللہ علیہم و طالبان را با سلامت
ایمان اول کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ است، ایمان دوم کہ معرفت
مطلق باشد فہماند تا فحوای هُوَ الَّذِيْ
اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ
لِيَزْدَادُوْا اِيْمَانًا مَعَ اِيْمَانِهِمْ

فصل چھٹی، اے عزیز جان لے اللہ تعالیٰ
تیرے یقین کو زیادہ کرے، کہ مرشد کامل
وہ ہے جو اضداد کا جامع ہو اور حقیقت
کو شریعت کے ساتھ، شریعت کو حقیقت
کے ساتھ ہمہ اوست کو ہمہ غیر اوست کے ساتھ
اور ہمہ غیر اوست کو ہمہ اوست کے ساتھ
جمع کرے، حدیث اور دلیل کی سند کے
ساتھ اور مجتہدین رضی اللہ عنہم کے قول
کی سلامتی کے ساتھ۔ اور طالبین کو ایمان
اول کی سلامتی کے ساتھ ہے
جو اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہے (میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ
اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں) اور
دوسرا ایمان جو معرفت مطلق ہے
سمجھائے۔ تاکہ ھو الذی الخ کا مضمون
ظہور میں آئے۔ وہ اللہ جس نے سکینہ
کو مومنین کے دلوں میں نازل فرمایا،
تاکہ ایمان سابق کے ساتھ ان کے

بظہور رسیدند و آں کہ ملحد ست دلیل
و حدیث گوید لیکن قولی مجتہداں را منکر
شود و می گوید کہ ایشاں را از علم توحید و
مسائل آں خبر نبود و اقوالِ واہیہ امثال
خود یا اقوالِ اولیاء معنی آں نفہمیدہ برائے
سندِ خود می آرد و حال آنکہ آں سند او بعد تحقیق
ہم او را منفعل میگرداند چوں حالِ آں احمق
بوضوح معلوم شد اکنوں حالِ منکرانِ علمِ توحید
باید دانست۔ ای عزیز منکر آں ست کہ
انکار ارادت و بیعت کند و گوید کہ مرید شدن
در عقائد و فقہ نیامدہ ست پس بدعت است
چنیں کس بحسبِ باطن گمراہ ست و بزرگاں انکار
را شرکِ خفی گفتہ اند و طالبِ حق را اجتناب
از صحبت چنیں کس واجب است۔

ایمان میں زیادتی ہو اور وہ جو کہ ملحد ہے
دلیل اور حدیث تو بیان کرتا ہے لیکن
مجتہدین کے قول سے انکار کرتا ہے، اور
کہتا ہے کہ ان کو توحید کے علم، اور
اس کے مسائل سے آگاہی نہیں ہے،
اور خرافات باتوں کو اپنی مثال، یا
یا اولیائے کرام کی باتوں کی حقیقت نہ
سمجھ کر اپنی سند کے واسطے لاتا ہے اور حال
یہ ہے کہ اسکی وہ سند خود تحقیق کے بعد
اُسے شرمندہ کر دیتی ہے۔ جب اس احمق
کا حال صاف طور سے معلوم ہو گیا تو اب
توحید کے انکار کرنے والوں کا جاننا چاہیے۔
اے عزیز! منکر وہ ہے جو بیعت اور ارادت
کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مرید ہونا
فقہ اور عقائد کی کتابوں میں نہیں آیا ہے
لہٰذا یہ بدعت ہے۔ ایسا شخص
باطن کے اعتبار سے گمراہ ہے۔ اور
بزرگوں نے انکار کو شرکِ خفی کہا ہے
اور ایسے لوگوں کی صحبت سے طالب
حق کو پرہیز کرنا واجب ہے۔

سہ نخست موعظتِ پیرِ می فروش این ست
که از مصاحبِ ناجنس احتراز کنید
وحق آنست کہ بسند دلیل مَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ
عبادت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ فرض ہست و عبادت
بلا عرفانِ معبود بکار نمی آید پس عرفانِ معبود
نیز فرض شد تا عبادت صحیح شود زیرا کہ معرفت
اصل ہست و عبادت فرع۔ فرع بلا اصل چہ بکار آید
و معرفت بر دو قسم ہست، مقید و مطلق
مقید از ہر اُستاد و ہر کتاب یا از عقل خود
حاصل می شود مطلق از ہیچ چیز حاصل نمی
شود مگر از خبر صحیح مرشد و بلا دانش آن
انسان گرفتار نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ
بِبَعْضٍ ہست در شان اُولیٰ آں آیة

سہ مئے فروش پیر کی پہلی نصیحت یہ ہے
کہ غیر جنس ساتھیوں کی صحبت سے پرہیز
کرو۔
اور حق بات یہ ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ کی سند دلیل سے
(یعنی جن و انس کو میں نے عبادت کے لئے
پیدا فرمایا) اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے
اور عبادت بغیر معبود کے عرفان کے
کسی کام نہیں آتی ہے پس معبود کا عرفان
بھی فرض ہے تاکہ عبادت صحیح ہو۔ اس
لئے کہ معرفت اصل ہے اور عبادت فرع
اور فرع بغیر اصل کے کیا کام دے گی اور
معرفت دو قسم پر ہے۔ مقید و مطلق
مقید ہر استاد و ہر کتاب یا اپنی عقل سے
حاصل ہوتی ہے اور مطلق ان میں سے
کسی ایک سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ مگر
مرشد کی صحیح خبر سے۔ اور اس کے جانے
بغیر انسان نؤمن ببعض و نکفر ببعض
کا گرفتار رہے۔ (یعنی ہم بعض چیزوں
پر ایمان لاتے ہیں و بعض سے انکار کرتے ہیں)
اور اسی کے حق میں جو اس کے بغیر ہے

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى،

بحسب باطن صحیح رجوع بداناے آں افتادہ و دانائی آں بے بعیت کہ معنعن از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم منقول ست آنرا ظاہر نمی کند پس آں بعیت نیز فرض ست چنانچہ بعضے از مشائخ تصریح بفرضیت آں کردہ اند و مؤید ای آیۂ یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ بحسب بطن مؤید آں است چنانچہ عمل بر ظاہر قرآن صحیح است ہمچنیں بر باطن آں نیز صحیح ست کہ اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَّبَطْنًا وَّلِبَطْنِهٖ بَطْنٌ اِلٰى

جو دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں اندھا ہے" آیۃ ۔ باطن کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس کے جاننے والے کی جانب رجوع کرنا چاہئے اور اس کا جاننے والا بغیر بعیت کے جو سلسلہ بہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس کو ظاہر نہیں کرتا ہے پس وہ بعیت بھی فرض ہے۔

چنانچہ بعض مشائخ سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اس کی فرضیت کی تصریح کی ہے اور آیۂ یاایہا الذین الخ کا مضمون باطنی اعتبار سے اس کی تائید میں ہے (یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور اسکی جانب وسیلہ ڈھونڈو) جسطرح قرآن کے ظاہری معنی پر عمل صحیح ہے اسی طرح اس کے باطنی معنی پر بھی درست ہے۔ اسلئے کہ "بیشک قرآن کے لئے ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کیلئے باطن ہے یہانتک کہ نو باطن ہیں، اگر کوئی ،

بتسعة ابطن اگر کسی گوید کہ ہیچ
مجتہد قایل بآن نشدہ و در کتاب خود
تصریح بدان نکردہ گوئیم مجتہدان نشر
مسائل ظاہر کردہ اند و بسا مقدمات کہ
در احادیث ہست در کتب خود نیاوردہ اند
پس ز نیاوردن ایشان آنرا در کتب خود
استدلال بر عدم صحت آن نتوان کرد۔
بلکہ ایشان نیز آخذ خلافت از اولیاء
شدہ اند و از ایشان دیگراں۔ چنانچہ
در مخزن السلاسل می نویسند کہ از امام الہمام
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ خلافت اخذ نمودہ و ازوی
امام محمد و ازوی ابوسلیمان دارانی رحمۃ
اللہ علیہم و اخذ خلافت بے بیعت صحیح نیست۔

شخص یہ کہے کہ کوئی مجتہد اس کا قائل
نہیں ہوا ہے اور اپنی کتابوں میں
اسکی وضاحت نہیں کی ہے تو میں جواب
میں کہوں گا کہ مجتہدین نے مشہور مسایل
کو ظاہر کیا ہے اور بہت ایسے مقدمات
ہیں جو حدیثوں میں موجود ہیں، اور
انہوں نے اپنی کتابوں میں نہیں لایا
ہے پس اُن کا اپنی کتابوں میں اس
کو نہ لانا اسکی عدم صحت پر استدلال
نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان لوگوں نے
بھی اولیاء کرام سے خلافت حاصل کی
ہے اور ان سے دوسرے لوگ۔
چنانچہ مخزن السلاسل کے اندر لکھتے ہیں
کہ امام الہمام حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے حضرت امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت حاصل کی۔
اور ان سے حضرت امام محمدؒ نے اور ان
سے حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ
اللہ علیہم نے۔ اور خلافت کا لینا
بغیر بیعت کے صحیح نہیں ہے۔

فصل ہفتم بداں ایعزیز زادک اللہ یقیناً کہ برصحت معرفت مطلق کہ حصول آں از اولیا مبسرّ ست وقول حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ یَا غُلَامُ یُوخَذُ الْعِلْمَ مِنْ اَفْوَاهِ رِجَالِ اللہِ لَا مِنَ الصَّحَائِفِ وَالدَّفَاتِرِ مشیر بداں است دلائل ز قرآن واحادیث واقوال اولیا واقوال مجتہدان وارد ست۔ آیاتِ قرآن بحسب باطن اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللہِ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا

فصل ساتویں۔ اے عزیز تو جان لے۔ اللہ تعالیٰ تیرے یقین کو زیادہ کرے کہ مطلق معرفت کی صحت پر جس کا حصول اولیاء کرام سے ہوتا ہے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قول اس پر مشیر ہے کہ اے لڑکے! علم اللہ والوں کے منہ سے لیا جاتا ہے کتابوں دفتروں سے نہیں، قرآن، احادیث، اولیاء کے اقوال اور مجتہدین کے اقوال سے دلائل وارد ہیں، قرآن کی آیتیں باطن کے اعتبار سے۔ ترجمہ جس طرف تم رخ پھیرو اس طرف اللہ کا رُخ ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو، وہ تمہارے ساتھ ہی ہے۔ اس کے مثل کوئی شئی نہیں ہے اور وہ سننے دیکھنے والا ہے۔ ہم تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں، وہ ہر شئی کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ تمہارے ہی اندر ہے۔ تم کیوں نہیں دیکھتے ہو،۔

تُبْصِرُوْنَ اَحَادِیث اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اِنَّ اللّٰہَ فِیْ قِبْلَۃِ الْمُصَلِّیْ لَوْ دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ فِی الْاَرْضِ لَھَبَطَ عَلَی اللّٰہِ قول امیرالمومنین ابوبکرؓ الصدیق مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ مِنْہُ خَطَرَ بِبَالِیْ اَنْ لَا نَدْعُوْكَ اِلَّا بِرِسَالَۃٍ یَا مُحَمَّدُ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ھٰذَا مِنْ صَرَاحَۃِ اِیْمَانِكَ یَا اَبُوْبَکْرٍ وقول امیر المومنین عمرؓ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ وقول امیر المومنین

اور احادیث (ترجمہ) "میں بغیر میم کے احمد ہوں میں بغیر عین کے عرب ہوں، جس نے مجھے دیکھا یقیناً اس نے حق کو دیکھا۔ بے شک اللہ مصلی کے قبلے میں ہے"۔ اگر تم رسی کو زمین میں لٹکا کے اُتارو گے تو البتہ وہ اللہ پر گرے گی"

امیرالمومنین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی شئی کو مگر اس حال میں کہ اللہ کو اس کے پہلے دیکھا۔

نیز انہیں کا قول ہے کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ نہیں پکاروں میں آپ کو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مگر اسم رسالت کے ساتھ"۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تمہارا صریح ایمان ہے"۔

اور امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "میں نے کوئی شئی نہیں دیکھی اس حال میں کہ اس میں اللہ کو دیکھا"

عثمان مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَ رَأَيْتُ اللهَ بَعْدَهٗ وقول امیر المومنین علی مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَأَيْتُ اللهَ مَعَهٗ ومنه هُوَ عَيْنُ كُلِّ شَيْئٍ لَا بِالْمُعَايَنَةِ وَغَيْرُ كُلِّ شَيْئٍ لَا بِالْمُغَايَرَةِ قول بایزید سُبْحَانِيْ مَا اَعْظَمَ شَانِيْ قول جنید لَيْسَ فِيْ جُبَّتِيْ سِوَى اللهِ، قول منصور اَنَا الْحَقُّ قول بعضے اَنَا الْفَاعِلُ فِي الدَّارَيْنِ، قول بعضے لَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهٗ دَيَّارٌ قول غوث الاعظم فَلَا تَرَاهُ وُجُوْدًا مَعَ حِفْظِ حُدُوْدِ الشَّرْعِ قول شیخ اکبر علی ابن عربی اَلْحَقُّ

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے "میں نے کوئی شئی نہیں دیکھی مگر اس حال میں کہ اس کے بعد اللہ کو دیکھا"۔ اور امیر المومنین علی رض کا قول ہے کہ میں نے کوئی شئی نہیں دیکھی مگر اس حال میں کہ اسکے ساتھ اللہ کو دیکھا اور انہیں کا قول ہے، کہ وہ ہر چیز کا عین ہے عین ہونے کے اعتبار سے نہیں اور وہ ہر شئی کا غیر ہے۔ غیر ہونے کے اعتبار سے نہیں۔

قول بایزید رحمۃ اللہ علیہ کہ پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنی اور کیا ہی بڑی ہے میری شان"

اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میرے جبہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں ہے اور حضرت منصور علیہ الرحمہ کا قول ہے، میں حق ہوں۔

اور بعض ولی کا قول ہے کہ دونوں جہاں میں ہر چیز کا کرنے والا میں ہوں۔

اور بعض دوسرے ولی کا قول ہے کسی گھر میں اس کے علاوہ کوئی رہنے

مَحسُوسٌ وَالخَلقُ

مَعقُولٌ۔

قول مولانا جلال الدین رومی رح

ہم عرب باہم سبو باہم ملک

جملہ با یوفک عنہ من افک [لہ]

قول مولٰنا جامی

ہمسایہ وہمنشین وہمراہ ہمہ اوست

در دلق گدا واطلس شاہ ہمہ اوست

در انجمن فرق ونہانخانہ جمع

باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

اقوال ارشادپناہی حقائق

دستگاہی حضرت عبدالحق محمد

مخدوم دام ظلہ العالی، شیئی کامل

آنرا گویند کہ عین ہر شئی باشد باوجود

رہنے والا نہیں ہے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے، "تم اللہ کے سوا کسی کا وجود نہیں دیکھتے ہو۔ حدود شریعت کی نگہداشت کے ساتھ۔

اور حضرت شیخ اکبر رض کا قول ہے "اللہ محسوس ہے اور مخلوق معقول ہے"

مولانا جلال الدین رومی کا قول ہے

ہم عرب (انسان) بھی ہیں، ہم سبو (جام) بھی ہیں اور ہم فرشتہ بھی ہیں (غرض) ہم تمام ہیں اس سے وہ شخص پھیرا جاتا ہے جس نے اوروں کو پھیرا۔

اور حضرت مولانا جامی کا قول ہے:۔

ہمسایہ ہمنشیں اور ہمراہ سب وہی ہے فقیر کے دلق میں اور بادشاہ کے اطلس میں سب وہی ہے، فرق کی انجمن میں اور جمع کے نہاں خانے میں، قسم خدا کی وہی ہے، پھر قسم خدا کی وہی ہے۔

ارشاد پناہ حقائق دستگاہ حضرت عبدالحق مخدوم دام ظلہ العالی کے اقوال ہیں کہ کامل اسکو کہتے ہیں جو غیریت اور ضدیت کے باوجود ہر شئی کا عین ہو، اور ہر شئی

[لہ] ایک قرأت میں فعل مجہول کی بجائے فعل معروف آیا ہے اسلئے ملک کا ہم قافیہ ہو سکا۔ وہی قرأت کا ترجمہ میں لحاظ رکھا گیا ہے ۱۲

غیریت و ضدیت و ہر شئی مطلق
است و ہر شئی و ہر ذرہ مظہر اتم است
و در جہاں ہیچ چیز گمراہ نیست و در جہاں
ہیچ چیز غافل نیست، غفلت
اعتباری ہست، و مانند آں اقوال
کثیر کہ از آں حضرت در رسائل ثبت
ہست۔

اقوال مجتہدان۔ قول امام مالکؒ
مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ
فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ تَصَوَّفَ
وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ
وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ
تَحَقَّقَ وقول امام شافعیؒ :-
شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ لَاشَيْءَ

مطلق ہے اور ہر شئی و ہر ذرہ
اس کا مظہر اتم ہے اور جہاں
میں کوئی چیز گمراہ نہیں ہے اور
جہاں میں کوئی چیز غافل نہیں
ہے۔ غفلت صرف اعتباری
ہے اور اس کے مانند بہت
سے اقوال آپ کے رسالوں سے
ثابت ہیں۔

اور مجتہدوں کے اقوال :-
امام مالک کا قول ہے۔ جس نے
فقہ سیکھی اور تصوف حاصل نہ کیا،
پس وہ فاسق ہوا اور جس نے تصوف
سیکھا اور فقہ نہیں سیکھی پس
وہ زندیق بنا اور جس نے ان
دونوں کو جمع کیا پس وہ
محقق ہوا۔

اور امام شافعی کا قول ہے کہ
میں اس پر گواہ ہوں کہ کوئی

غیرہٗ و منہ علم عالمی بعلم من نرسید و علم من بعلم صوفیہ نرسید و قول امام محمد غزالیؒ وَمَن لَیسَ لَہٗ نَصِیبٌ مِن ھٰذَا العِلم اَخَافُ عَلَیہِ مِن سُوءِ الخَاتِمَۃِ وَ اَدنیٰ النَّصِیبُ مِنہُ التَّصدِیقُ بِہٖ وَ التَّسلِیمُ لِاَھلِہٖ۔

ای عزیز معانی این عبارات بلا دانش معرفت مطلق حاصل نیست و آن از قال صحیح مرشدِ کامل حاصل می شود بہ یقین واضح شد کہ معرفت مطلق کہ آنرا علم توحید و علم وحدت و علم تصوف می گویند، و بیعت و ارادت با

شیٔ اللہ کی غیر نہیں ہے۔ اور انہیں کا قول ہے کہ کس عالم کا علم میرے علم کو نہیں پہونچا۔ اور میرا علم صوفیہ کے علم کو نہیں پہونچا۔ اور امام محمد غزالیؒ کا قول ہے، اور جس شخص کو اس علم (تصوف) سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ میں اس کے سوءِ خاتمہ کا خوف کرتا ہوں۔ اس علم کا ادنیٰ حصہ اسکی تصدیق ہے، اور اس کے جاننے والے کو ماننا ہے۔

اے عزیز، ان عبارتوں کے معانی معرفت مطلق کے سمجھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ مرشدِ کامل کے قال صحیح ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یقین سے واضح ہو گیا کہ مطلق معرفت کو علم توحید علم وحدت، اور علم تصوف کہتے ہیں اور مرشدِ کامل کے ساتھ بیعت و ارادت مضبوط

مرشدِ کامل صحیح است بدلائلِ قاطعہ
کہ منکر آں را دریں جا طاقتِ دم
زدن نیست وآنچہ ملاحدہ ازیں آیات
و آحاد و اقوال می فہمند ہمہ کفر و
الحاد و زندقہ است وہمہ ہذیانات
ایشاں باطل ست

چوں صفیریؔ بشنوی از مرغِ حق
ظاہرش را یاد گیری چوں سبق
آنگہی در وے فِیلسافی کنی
ہر خیالِ محض را ذاتی کنی
اصطلاحاتے ست مر ابدال را
کہ نباشد زاں خبر اقوال را

فصلِ ہشتم

بدان اعزک اللہ یقیناً کہ ملاحدہ بر اقسام اند

دلیلوں سے صحیح ہے کہ انکار کرنے والوں کو اس جگہ میں دم مارنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور ملاحدہ جو کچھ کہ ان احادیث و آیات اور اقوال سے سمجھتے ہیں سب کے سب کفر و الحاد اور زندقہ ہیں۔ اور ان کی تمام بیہودہ گوئیاں باطل ہیں ؎

جب تم کسی مرغِ حق سے کوئی آواز سنو، تو اس کے ظاہر کو سبق کی طرح یاد کر لو، اس کے بعد اس میں بہت سوچ بچار کیا کرو،
ہر خیال محض کو ذاتی بنا لو۔
ابدال کے چند اصطلاحات ہوتے ہیں، جن سے اقوال کی خبر نہیں ہوتی۔

~~~

فصل آٹھویں، جان لے ای عزیز اللہ تعالیٰ تیرے یقین کو زیادہ کرے کہ ملاحدہ چند قسم کے

ے صفیری کے معنی ہیں چڑیوں کی آواز اور وہ آواز جو پرندوں کو بلانے کے لئے دی جائے ۱۲ غیاث اللغات ۱۲
~~~

وبرائے تنبیہ تو بعضے اقوال ایشاں
دریں جا آوردہ می شود اکثری میگویند
کہ ہمہ اوست و عینیت درمیانِ
خالق و مخلوق حقیقی است و غیریت
مجازی، ہرچند کہ ایں اقوال از اولیاءٔ
منقول است و آں مصطلح ایشاں است
لیکن ایں احمقاں بحسب لغت معنی
کردہ خود گمراہ شدہ دیگراں را گمراہ
می کنند و بعضے ہمیں عالم را خدا
می گویند و مثال آں چنیں می آرند
کہ گاوی را کشتہ حصہای چند
نمودند۔ اگر کسی گاو را جوید ہمہ آں
حصہ ہا خواہد یافت و گاو در خارج
موجود نیست۔

ہیں اور تیری تنبیہ کے لئے اُن کے
بعض اقوال اس جگہ پہ لائے جاتے
ہیں۔ اکثر کہتے ہیں کہ ہمہ اوست
یعنی خالق اور مخلوق کے
درمیان عینیت حقیقی ہے اور غیریت
مجازی ہے گرچہ کہ بہت سے
ایسے اقوال اولیاء کرام سے
منقول ہے اور یہ ان کی اصطلاح ہے
مگر یہ احمق لغت کے اعتبار سے
معنی بیان کر کے خود گمراہ ہوے اور
دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں اور بعض
تو اسی عالم کو خدا کہتے ہیں اور
اسکی مثال اسطرح لاتے ہیں کہ
کسی گائے کو کاٹ کر اس کے
چند حصے کریں۔ اگر کوئی گائے کو
تلاش کرے تو انہیں حصوں میں وہ
پائے گا۔

اور وہ گائے خارج
میں موجود نہیں ہے۔

ہمچنیں اگر کسے حق تعالیٰ را جوید
ہمدریں خلق خواہد یافت، پس آنچہ
خدا ست ہمیں خلق ست، و بعضے
روح را و بعضے ہوا را و بعضے عناصر[1]
را و بعضے عشق را و بعضے عقل را
و بعضے جسم را و بعضے نورے را کہ
بعدِ مالیدنِ چشم در چشم می نماید و بعضے
سایہ بلند را کہ آں را ہمتا نیز
گویند خدا می گویند و ایں ہمہ کفر و
الحاد و زندقہ ست و بعضے از ملاحدہ
میگوید کہ توحید لغوی ست و ذات
رب و عبد دو ست و وجودِ ہر دو
یک تفسیرش چنیں می کند کہ ذات
رب عین وجود ست و ذات

اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ
کو ڈھونڈے انہیں مخلوق میں
پائے گا۔ پس جو خدا ہے وہی خلق
ہے اور بعض روح کو اور
بعض ہوا کو اور بعض عناصر
کو بعض عشق کو اور بعض
عقل کو اور بعض جسم کو اور
بعض اس نور کو جو آنکھوں
میں آنکھوں کو ملنے کے بعد
نظر آتا ہے اور بعض بلند سایہ
کو جس کو ہمتا (ہمزاد) بھی
کہتے ہیں، خدا کہتے ہیں۔ اور یہ
کُل کے کُل کفر، الحاد اور
زندقہ ہیں اور بعض ملاحدہ کہتے
ہیں کہ توحید لغوی ہے اور عبد
اور رب کی ذات دو ہیں، اور
ہر دونوں کا وجود ایک ہے۔
تفسیر اس کی اس طرح کرتے
ہیں کہ رب کی ذات عین وجود
ہے اور ممکن کی ذات

[1] عناصر کے معنی، اصل بنیاد اور حکیموں کے نزدیک آگ، پانی مٹی اور ہوا ہے ۱۲ بحر الجواہر

ممکن عین ثابتہ او ہست، کہ
صور علم الٰہی ہست و وجود زاید برو
ہست، وآں وجود زاید عطائی
حق ہست از وجود خود، پس ذات
دو شد و وجود یک، ایں قول بچند
وجہ باطل ہست۔ اول آں کہ
اگر توحید لغوی باشد ارسال رسل و
انزال کتب و تکلیف امر و نہی و و
عدہ[1] و وعید، و ثواب و عذاب و رحمت
و لعنت ہمہ باطل شود و آں باطل
است۔ دوم اگر ذات ممکن عین ثابتہ
باشد، عین ثابتہ قدیم ہست پس ذات
ممکن[2] قدیم شود و اثبات قدم

اس کا عین ثابتہ ہے جو علم الٰہی کی صورت ہے اور وجود اس پہ زاید ہے اور وہ زاید وجود اللہ کی اپنے وجود سے عطا ہے۔

پس ذات دو ہوئی اور وجود ایک ہوا۔ اور یہ قول چند صورتوں سے باطل ہے۔ اول یہ کہ اگر توحید لغوی ہو تو رسولوں کا بھیجنا کتابوں کا نازل کرنا امر اور نہی کی تکلیف دینا۔ وعدہ اور وعید، ثواب اور عذاب، رحمت اور لعنت سب باطل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ قول باطل ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ممکن کی ذات عین ثابتہ ہو جائے، اور عین ثابتہ قدیم ہے۔ پس ذات ممکن بھی قدیم ہو جاتی ہے، اور

[1] وعد کے معنی خوشخبری دینا اور خیر کے معاملے میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ وعید شر کے معاملہ میں استعمال ہوتا ہے [2] ممکن کے معنی ہاتھ دینے والا اور پیدا ہونے والا کبھی مخلوق کے معنی میں بھی آتا ہے ۱۲

مر ذاتِ ممکن را باطل است زیرا کہ ممکن مع ذات وصفاتِ خود حادث است ونیز اثنیت معلومات آلہی وصفات او مجازی است وعلنیت حقیقی است پس درآنجا اثبات اثنیت بلا مجازہ باطل است بجہت استلزام تعدد قدما۔ سیوم آنچہ گوید کہ وجود عبد از وجود حق است خالی از دو حال نیست یا آنکہ وجودِ حق سبحانہ وتعالےٰ قدیم است پس وجود عطا کردہ او نیز قدیم باشد پس وجودِ عبد قدیم شود وآں باطل است یا وجودِ حق حادث باشد چنانچہ وجودِ عبد اثباتِ نسبتِ حدوث بوجود حق تعالیٰ باطل است، ونیز میگوید

اور قِدَم کا اثبات خاصکر ممکن کی ذات کے لئے باطل ہے اس لئے کہ ممکن اپنی ذات اور صفات کے ساتھ حادث ہے اور نیز اس اعتبار سے معلوماتِ الٰہی اور اسکی ذات وصفات میں دوئی بھی مجازی ہے اور علنیت حقیقی ہے۔ پس اس جگہ میں دوئی کا اثبات بلا مجاز باطل ہے۔ کیونکہ قدیموں کا تعدد لازم آتا ہے۔

تیسرے وہ جو کہتا ہے کہ بندے کا وجود حق کے وجود سے ہے، وہ دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ کا وجود قدیم ہے، پس عطا کردہ وجود بھی قدیم ہوگا۔ لہٰذا بندے کا وجود بھی قدیم ہو جاتا ہے۔ یا حق کا وجود حادث ہوگا جیسا کہ بندے کا وجود ہے۔

اور حدوث کی نسبت کا ثبوت اللہ کے وجود کی جانب باطل ہے۔ اور نیز وہ کہتا ہے،

کہ عینیت معلومات کہ آنرا صور علمیہ واعیانِ ثابتہ می گویند با ذات و صفاتِ الٰہی مجازیست وغیریت حقیقی وعینیت در ربّ و عبد حقیقی است وغیریت مجازی سخن اول خبط است وثانی اگر اصطلاح نگوید باطل است۔ ای عزیز ہذیانات ایں گمراہاں بسیار است کہ ایں رسالہ تاب گنجائی آں ندارد۔ لہٰذا اعراض ازاں کردہ شد چوں ایں میزان بدستِ تست ہر عقیدہ وہر سخن کہ بشنوی بہوش تمام دراں بسنج چوں کامل الوزن برآید آں عقیدہ و آں سخن اختیار کن، اگر بے وزن برآید ازاں تجنّب کن واز معتقد

کہ معلومات کی عینیت جن کو صور علمیہ اور اعیان ثابتہ کہتے ہیں اللہ کی ذات اور صفات کے ساتھ مجازی ہے اور غیرت حقیقی ہے اور خدا اور بندے میں عینیت حقیقی ہے اور غیریت مجازی ہے۔ پہلی بات خبط ہے اور ثانی اگر اصطلاح نہیں کہتا ہے تو باطل ہے۔

اے عزیز۔ ان گمراہوں کی بیہودہ باتیں بہت سی ہیں۔ یہ رسالہ ان کے گنجائش کی تاب نہیں رکھتا۔ لہٰذا ان سے اعراض کیا جاتا ہے جب یہ میزان تمہارے ہاتھ میں ہے ہر عقیدہ، ہر بات کو جو تو سنے پورے ہوش سے اس میں تول، جب پورا وزن اُترے تو اس عقیدہ اور اس بات کو اختیار کرلے۔ اور بے وزن نکلے تو اس سے پرہیز کر اور

وقایل آن نیز دور باش و در صحبت
آنہا مرو کہ در صحبتِ اژدہا و نہنگ[۱]
و شیر مردم در بودن از صحبت
آنہا بہتر است زیراکہ در صحبت اژدہا
و نہنگ و شیر زخم بر تن تست و آن
سہل ست و در صحبت این مردوداں
زیان دین و ایمان تست و آں مشکل
است و در صحبتِ مرشدے کہ کامل باشد
بشتاب و خدمت او را سرمایۂ سعادت
دو جہانے داں کہ یک ساعت با او
بودن ترا از ہزاراں سالہ طاعت
بہتر است ؎
یک زمانہ صحبتت با اولیا

اور اس کے معتقد اور اس کے
ماننے والے سے بھی دور رہ اور
اس کی صحبت میں ہرگز نہ جا۔ اس
لئے کہ اژدہا، مگرمچھ اور آدمی کے
پھاڑنے والے شیر کی صحبت میں
رہنا ان کی صحبت میں رہنے سے بہتر
ہے۔ اس لئے کہ اژدہا مگرمچھ اور شیر
کی صحبت میں تجھ کو جسم پہ زخم ہوتا ہے
اور وہ آسان ہے، اور ان مردودوں
کی صحبت میں تیرے دین اور ایمان
کا نقصان ہے اور یہ بہت ہی دشوار
ہے اور ایسے مرشد کی صحبت میں جو کامل
ہو جلد پہونچ اور اس کی خدمت کو دو جہاں
کی نیک بختی کی پونجی جان، اس لئے کہ
ایک ساعت اس کے ساتھ تیرا رہنا
ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
؎
ایک ساعت تیرا اولیاء اللہ کے
ساتھ رہنا، سو سال کی پرہیزگاری

[۱] نہنگ کے معنی مگرمچھ جو پانی کا مشہور جانور ہے ۱۲

بہتر از صد سالہ بودن در تقاے[۱]
بلکہ با او صحبت داشتن در معنی با خدا
صحبت داشتن است کہ مَنْ آرَادَ
آنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ
مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ

فصل نہم

بداں العزیز زادک اللہ
یقیناً کہ چوں انسان در خود لیاقت
مرید شدن و استعداد[۲] آداب مرشد
بجا آوردن و اورا باتباع شریعت
غرّا قولاً و عملاً و اعتقاداً راضی داشتن
بیند، مرید چنیں کامل کہ مذکور شد،
شود والا خانہ خرابی خود نہ کند، و
گرفتار نکال[۳] ابدی نشود زیرا کہ بجا

میں رہنے سے بہتر ہے۔ بلکہ ان
کی صحبت میں رہنا حقیقت میں
خدا کی صحبت میں رہنا ہے۔ اس
لئے کہ جو شخص ارادہ کرتا ہے کہ وہ
اللہ کے ساتھ بیٹھے۔ پس اسکو
چاہئے کہ تصوف والوں کے ساتھ بیٹھے۔

فصل نویں اے عزیز تو جان لے
اللہ تعالے تیرے یقین کو زیادہ
کرے، کہ جب انسان اپنے اندر
مرید ہونے کی لیاقت، اور
مرشد کے آداب بجا لانے
اور اس کو روشن شریعت کے
اتباع میں قولاً فعلاً اور
اعتقاداً راضی رکھنے کی صلاحیت
دیکھے، مرید ایسے کامل کا جیسا کہ
ذکر کیا گیا، ہو جائے، ورنہ اپنی
بربادی نہ کرے۔ اور ہمیشہ
کے عذاب میں گرفتار نہ ہو، اس لئے

---

۱ تقا کے معنی پرہیزگاری اختیار کرنا ۱۲ منتخب
۲ استعداد کے معنی کسی کام کے لئے بنایا اور تیار کیا ہوا ۱۲ ۳ نکال کے معنی سزا اور تکلیف ۱۲ صراح

آوردن آداب مرشدان خیلی مشکل است، پس مرید شده و مخالفت مرضی او کرده در خانہ خرابی ابدی مبتلا نہ شود و توفیق این امور موقوف بر عنایت الٰہی ست۔ چوں عنایتِ الٰہی بندہ را دستگیری کند آداب مرشد آں بجا می آرد و ایشاں را راضی می آرد۔ والّا ایں مشکل بے عنایت مذکور چگونہ از دست او بر آید۔ پس چوں مرد بنفسانیت و ہوائے نفس خود قصور بجا آوردن آداب ایشاں کند، بلاشک گرفتار نکال ابدی شود۔ پس چنیں کس را اولٰی ہمانست کہ مرید نشود تا از خانہ خرابی ایمن باشد۔

کہ مرشد کے آداب بجالانا بہت ہی دشوار ہے۔ پس مرید ہو کے اور اس کی مرضی کی مخالفت کر کے تو ہمیشہ کی خانہ خرابی میں مبتلا نہ ہو اور ان امور کی توفیق اللہ کی عنایت پہ موقوف ہے۔ جب اللہ کی عنایت بندہ کی دستگیری کرتی ہے وہ مرشدوں کے آداب بجا لاتا ہے اور ان کو راضی رکھتا ہے ورنہ یہ مشکل اللہ کی عنایت کے بغیر کس طرح اس سے پوری ہو سکتی ہے۔

پس جب مرد اپنے نفس کی خواہش اور نفسانیت کی وجہ سے مرشد کے آداب بجالانے میں قصور کرتا ہے تو یقیناً وہ ابدی عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ پس ایسے شخص کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ مُرید نہ ہو تاکہ ہمیشہ کی بربادی سے محفوظ ہو جائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ
الْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ پس بر تو باد کہ چوں
درخدمت چنیں مرشدی روی، و
آداب خدمت او بجان نگاہداری و
باوجود اتباع شریعت غرا قولاً و عملاً
و اعتقاداً نگاہداشت مرضی شریف
او را آناً و فاناً ملاحظ باشی و ازان
تجاوز نہ نمائی، حتی اگر نوافل و زوائد
خیرات باشد و مرضی او دراں نباشد
ترک نمائی و درپی مرضی او روی و
او را از مال و جان و آبروی خود عزیز تر
دانی و اگر جان عزیزت فدائی
کار او شود سبب حصول سعادتِ

اے اللہ ہم تجھ سے دین و دنیا اور
آخرت میں عفو اور عافیت کا
سوال کرتے ہیں۔
پس تجھ پر ضروری ہے کہ تو ایسے
مرشد کی خدمت میں پہونچے اور اس
کی خدمت کے آداب جان سے نگاہ
رکھے اور شریعت غرا کے قولاً و عملاً
اور اعتقاداً اتباع کے باوجود
اسکی مرضی شریف کی ہر آن نگہداشت
کو ملحوظ رکھے اور اس سے تجاوز نہ
کرے یہاں تک کہ اگر نوافل اور زاید
خیرات بھی ہوں اور ان میں اسکی مرضی
نہ ہو تو ترک کر دے۔ اور اس کی
مرضی کے پیچھے جائے اور اس کو
اپنی عزت جان اور مال سے
زیادہ تر عزیز جانے۔ اور اگر
تیری جان عزیز اس پر قربان
ہو جائے تو دارین کی بھلائی
کے حاصل ہونے کا سبب
جانے اور اپنے کو اس کے

دارین شناسی وخود را تسلیم او نمائی وازخودی وہوائی خود بکلی برآئی، تا تر ارضائی او بدولتِ رضائی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ورضائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدولتِ رضائی حق تعالیٰ کہ رضوان اللہ اکبر صفت آنست فائز گرداند۔

اس کے سپرد کر دے اور اپنی خودی اور خواہش سے پورے طور پر باہر آجائے تاکہ اس شیخ کی رضا، رضاءِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت پر فائز کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضاء کی دولت تک پہونچائے، جس کی تشریح رضوان اللہ اکبر ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ھٰذِہِ النِّعْمَاءِ بِبَرَکَةِ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

اے اللہ ہمیں عطا فرما ان نعمتوں کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت اور اپنی رحمت سے اے تمام مہربانوں میں مہربانی فرمانے والے۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ وَالْعَافِیَة

تمت بالخیر والعافیہ

خاتمۃ الطبع

شکر آفرینندۂ عدل و میزان
کہ ایں رسالۂ گراں قدر مشتمل
تحقیقاتِ سنجیدہ مسمیٰ بہ
میزانُ العقائد مصنفۂ جناب
الحری بالمحامد عارف یگانہ محقق
مراتب چہارگانہ سندِ سادات عظام
عمدۂ صوفیۂ صافیۂ کرام اسوۂ احرازِ
زمن واصل سرِ منزل قرب حضوری
مرشدنا و مولانا حضرت سید شاہ ابوالحسن
قربی القادری الویلوری قدس سرہ
نظر بکمیابیِ رسائل و افزونیِ خواہش
شائقین بتاریخ چہار دہم

شکر ہے عدل اور میزان
کے پیدا کرنے والے کا، یہ
قیمتی رسالہ جو سلجھی ہوئی
تحقیقات پر مشتمل ہے۔ جس
کا نام میزان العقائد
ہے جس کے مصنف جناب الحری
بالمحامد عارف یگانہ محقق مراتب
چہارگانہ سند سادات عظام
عمدۂ صوفیۂ صافیۂ کرام اسوۂ
احراز زمن، واصل سر منزل
قرب و حضوری

مرشدنا مولانا حضرت
سید شاہ ابوالحسن قربی القادری
الویلوری قدس سرہ ہیں۔

رسائل کے نہ ملنے اور
شائقین کی خواہشوں کی
زیادتی پر نظر کرتے ہوے

رمضان المبارک سنہ ۱۲۵۴ھ
نبوی در مطبع دلاویز قادری
مانندِ جاں بقالب طبع درآمد

مورخہ ۱۴ر رمضان المبارک سنہ ۱۲۵۴
ہجری نبوی میں مطبع دلاویز
قادری مانند جاں بقالب میں
طبع ہوی۔

یہ رسالہ مع ترجمہ ۱۱ر شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق
۵ر ڈسمبر سنہ ۱۹۶۵ء کو الیکٹرک قومی پریس بنگلور ۱
سے طبع ہوکر شائع ہوا۔